نانڈری ضلع حصار کے عاشقِ رسولؐ

ہندو کی نعت

یعنی جناب چودھری دلّو رام صاحب کوثری کے کلام کا مجموعہ

جو تیسری بار

مصوّرِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی

نے

سنہ ۱۳۶۶ شمسی میلادی مطابق سنہ ۱۹۳۷ عیسوی میں شائع کیا۔

قیمت چار آنے

ہندو کی فاتحہ

میں اپنے مرحوم دوست چودھری دلّو رام صاحب کوثری رئیس نانڈری ضلع حصار کے نعتیہ کلام کا مجموعہ تیسری بار شائع کرتا ہوں۔

اس کلام کی خوبی اور جذبات و عقیدت کی تاثیرات کو تمام ہندوستان مانتا ہے۔ کیونکہ جناب کوثری کا کلام تمام ہندوستان میں شہرت اور مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ میں نے یہ مجموعہ ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا تھا اب ایک سال سے اس کی اشاعت ملتوی تھی۔ اور اس کی کوئی کاپی میسر نہ آتی تھی۔ اس لئے عید میلاد ۱۳۵۶ھ کے لئے میں نے اس مجموعہ کی دس ہزار کاپیاں طبع کرائی ہیں پہلے اس کی قیمت چار آنے تھی۔ مگر اب ایک آنہ کر دی گئی ہے صرف اُن لوگوں کے لئے جو اس کی سولہ کاپیاں خرید کر ہندو اصحاب میں تقسیم کر دیں۔ گویا ایک روپیہ کی سولہ کاپیاں خرید لیں۔ (محصول خریدار کے ذمہ ہوگا۔)

افسوس ہے کہ چودھری صاحب کا انتقال ہو گیا۔ انتقال سے پہلے اُنھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ مرحوم کی روح کو فاتحہ خوانی کے ایصال ثواب سے مسرور کرے۔ حسن نظامی دہلوی۔ صفر ۱۳۵۶ھ ہجری

محبوب المطابع دہلی میں چھپوا کر حسین بن حسن نظامی نے شائع کی۔

هو الکل

یامعین

دیباچہ طبع ثالث

رسالہ ہندو کی نعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رسالہ ہندو کی نعت ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق مئی ۱۹۳۷ء میں تیسری بار شائع کیا جاتا ہے۔

اس دفعہ اس کی لکھائی اور چھپائی اور کاغذ میں زیادہ اہتمام کیا گیا ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپوایا گیا ہے۔

یہ مجموعہ ہندو مسلمانوں میں بہت مقبول ہوا۔ اور جس خلوص و صداقت سے جناب چودھری دلّو رام صاحب کوثری مرحوم نے یہ نعتیں لکھی تھیں۔ اس کا اثر بھی دلوں پر ویسا ہی گہرا ہوا۔ ہر قوم کے آدمی اگر دوسری قوموں کے بزرگوں کی عزت و عظمت کوثری صاحب کی طرح کرنے لگیں تو ہندوستانی اقوام کے موجودہ اختلافات کبھی اس قدر تکلیف دہ نہ ہونے پائیں۔

افسوس ہے کہ چودھری صاحب کا انتقال ہو گیا۔ وہ مرنے سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے وفات پائی۔

حسن نظامی دہلوی

ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مئی ۱۹۳۷ء

۴۸۶ یا معین

ہوالکل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرمایۂ فخر و افتخار قبلۂ دین و دنیا حضرت خواجہ صاحب مدظلہ العالی

بعد از آداب نیاز مندانہ عرض آنکہ نامۂ عالی موصول ہو کر باعث عزت و مسرت ہوا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ اگرچہ متعدد صاحبان نے مجھ ہیچمداں کے ٹوٹے پھوٹے کلام کو جو فی الحقیقت کلام کہلانے کا مستحق نہیں ہے شائع کرنے کی خواہش کی مگر میں اُن کے احکام کی تعمیل نہ کر سکا۔ مگر جناب کا تین چار سطور کا جو کارڈ پہنچا۔ اس کے سیدھے سادھے مگر جادو بھرے جملے دل پر اثر کر گئے۔ اور نیز درگاہ شریف حضرت محبوب الٰہیؒ کا پتہ پڑھ کر اور بھی زیادہ اثر ہوا۔ میرا یہ فخر ہے کہ آپ میرا کلام جو آپ کے پاس جمع ہے شائع فرمائیں۔ میرے مختصر حالات زندگی یہ ہیں۔

خاکسار دتو رام کوثری

کوثری صاحب کے خودنوشت حالات

نام دتو رام۔ تخلص کوثری۔ مولد قصبہ نانڈری ضلع حصار۔ قوم بشنوئی پیشہ زراعت۔ تاریخ ولادت پورنماشی شدی پوہ سنہ ۱۹۳۹ بکرمی بوقت شام ساعت طلوع بدر۔ شب سہ شنبہ

قوم بشنوئی۔ بشنوئی ہندوؤں کا ایک ایسا ہی فرقہ یا گروہ ہے جیسے راجپوت سکھ۔ جاٹ وغیرہ۔ ہندوستان میں اس کی آبادی پانچ لاکھ ہے۔ یہ سب لوگ زمیندار زراعت پیشہ ہیں۔

میرے آباؤ اجداد کا سلسلہ حسب نسب چوہان خاندان کے راجپوتوں سے ملتا ہے۔ چوہان خاندان کے راجپوتوں سے جاٹوں میں تبدیل ہوئے اور پھر جاٹوں سے بشنوئی میں شامل ہوئے۔ مذہب بھی بشنوئی ہے۔ اور قوم بھی بشنوئی۔ میرے باپ کا نام "بھورا رام" ہے۔ اور گوٹ ٹانڈی ہے۔ بشنوئی قوم میں وہ ایک مشہور عزیز مہمان نواز آدمی تھے۔

تعلیم } بشنوئیوں کو تعلیم کا شوق مطلق نہیں۔ میں پہلا بشنوئی ہوں جس نے سب سے پہلے اپنی قوم میں تعلیم پائی۔ انٹرنس میں انگریزی پڑھتا تھا۔ کہ شوقِ شاعری نے بغل میں ایسی گدگدی کی کہ اسکول چھوڑ دیا۔ مگر والد صاحب مرحوم نے کوشش کر کے لاہور میں ایک ڈاکٹری کالج میں داخل کروایا۔ مگر وہاں مسیحا کے سوا کچھ نہ سیکھا۔ اور کالج کو چھوڑ کر غزل گوئی میں مصروف ہوا۔ مشاعروں میں جانے لگا۔ ایک دن ایک غزل جس کا مطلع یہ تھا۔

پہلے نہ سوجھتی تھیں یہ چالیں صبا تجھے
کوئے صنم کی لگ گئی شاید ہوا تجھے

اس مطلع کی تعریفیں ہوئیں۔ مگر بعد ازاں ایک شعر پر جو ناموزوں تھا ایک صاحب نے کہا۔ کہ یہ شعر بحر اور وزن سے خارج ہو گیا۔ اس پر لاہور ہی میں ایک عالم فاضل سے عروض پڑھنا شروع کیا۔ دو سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ مگر طبیعت سیر نہ ہوئی۔ آخر شہر سامانہ ریاست پٹیالہ پہنچا۔ وہاں ایک عالم اعلم حضرت مولانا سید عنایت علی صاحب مجتہد العصر والزمان مرحوم کی خدمت میں دس بارہ برس حاضر رہ کر متعدد فارسی علم عروض اور فن شعر کی کتابیں پڑھیں۔ اور انتیس سال کی عمر میں بعد تحصیل فن شعر

وادب واپس وطن آیا۔ پہلے غزل لکھتا رہا۔ مگر بعد ازاں جب زمانہ کا رنگ دیکھ
تو طرز شاعری کو بدلا۔ اور اسلامی روایات پر بے شمار نظمیں لکھیں
خصوصاً اہل بیت اطہار کی مدح وثنا میں اب تک مصروف رہا۔ اور ہوں۔ آ
محمد وآل محمد کی مدح وثنا میں دفتر کے دفتر لکھ ڈالے۔ مگر صحابہ کی تعر
میں بھی متعدد نظمیں لکھی ہیں۔ بلکہ ہندو۔ سکھ۔ مرہٹوں۔ آریاؤں وغ
کے متعلق بھی چند منظوم کتابیں لکھی ہیں۔

والیان ریاست

حیدرآباد دکن۔ بھوپال۔ رام پور۔ بھاول پور۔ پٹیالہ کے دربار
میں نظمیں پڑھیں۔ پچھلی چار ریاستوں میں مہمان ہوا۔ اُن کے والیان ذی
سے نیاز حاصل ہوا۔ انعام وصلہ وخلعت بھی عنایت ہوئے۔

رام پور میں چھ سات مرتبہ مہمان ریاست ہوا۔ اور دربار میں نواب صاح
رام پور نے بزبان خود بآواز بلند داد دی۔ بھوپال میں دو مرتبہ مہمان ریاس
ہوا۔ سرکار عالیہ بیگم صاحبہ نے پس پردہ بیٹھ کر نعتیہ کلام سماعت فرمایا۔

سب سے زیادہ قدردانی بھوپال میں ہوئی۔ اور سب سے کم پٹی
بھاول پور میں۔

حیدرآباد دکن میں مہاراجہ بہادر سرکشن صاحب یمین السلطنت سے خو
نیاز حاصل ہوا۔ اور خوب انعام پایا۔ اور بہت داد سخن ملی۔ حتیٰ کہ مہاراج
صاحب بہادر ممدوح نے اپنے قلم مبارک اور دست شریف سے یہ شع
ایک دن خوش ہو کر لکھ کر دیا۔

ہے سخن گوئی میں فردِ منتخب　　کوثری بھی انوری سے کم نہیں

حیدرآباد دکن میں ایک کالج کا علمی جلسہ تھا۔ جس میں بڑے بڑے علماء فضلاء شامل تھے۔ میں نے ایک قصیدہ عربی کے قصیدہ پر مگر زبان اردو لکھ کر جلسہ میں پڑھا جس کا مطلع یہ ہے۔ ؎

کیونکر نہ آسمان سے اونچی ہو شانِ علم
حیدر ہیں پھریرا اور نبیؐ ہے نشانِ علم

دوسرا شعر ؎

میداں میں ذوالفقار دو دم اور علی کا ہاتھ
منبر پہ مصطفےٰ کی زباں اور بیانِ علم

خوب داد ملی۔ اور جلسہ کی کارروائی بندہ کے ہاتھ رہی۔ حضور نظام دکن میں کلام نگر میں نہ پہنچا۔ کیونکہ میں وہاں سے جلدی چلا آیا۔ ایک مرتبہ یہ قصیدۂ علم دوسرے جلسہ کالج میں پڑھ کر میں نے دادِ سخن لی تھی۔

سرکار انگریزی کی مدح سرائی کے صلہ میں خلعت شاہی۔ کرسی نشین۔ لاٹ درباری۔ اسیسر آنریری رنگروٹنگ آفیسر کے اعزاز اور متعدد سندات زریں ملیں۔ نیز پچاس روپے سالانہ کی جاگیر تاحین حیات عطا ہوئی "تھینکیو" بھی ملا۔ ؎

کوثری کیا لاٹ صاحب سے نشانی مانگئے
یاد رکھنے کے لئے کافی ہے ان کا تھینکیو

میرے تمام کلام کے اشعار کی تعداد پچاس ہزار ہو گی۔ جن میں سے تھوڑے

ے شعر وقتاً فوقتاً اخبارات رسالہ جات میں شائع ہوئے ہیں۔ میرے ک
کو شائع کرنے کے لئے بہت سے نادیدہ مشتاقوں نے لکھا۔ مگر میرا ارا
ہے کہ اپنے تمام کلام کو کتابی صورت میں خود ہی شائع کروں۔ اور اس توشۂ آخ
سے کچھ دنیا میں بھی فائدہ اٹھاؤں۔ بعض تذکرہ نویسوں نے میرے حالات ب
اشاعت کے لئے مانگے۔ مگر بوجہ کاہلی لکھ نہ سکا۔ اور اُن سے شرمندہ رہا۔ ا
اخبارات نے ازراہ قدردانی وحسن ظن مجھ ہیچمداں کے نام کے ساتھ "فرد
ہند" اور "قادر الکلام" کے معزز خطابات بھی تحریر فرماتے۔

میں نے ہر قوم وملت کی نظم لکھی ہے۔ اور ہر ایک قسم کی نظم کہی ہے۔
تصانیف بہت ہیں۔ اور سب کی سب مفید ومؤثر ہیں۔ مضامین تمام نئے
میں نے عہد کیا ہے کہ کوئی پامال شدہ مضمون نہ باندھوں گا۔ اور ارباب سخ
شعر کو نیا نہ تسلیم کریں گے اس کو نکال دوں گا۔

میں نے ہفت بند کاشی کو بزبان فارسی تضمین کیا۔ اور حضرت ح
شیرازی کی بعض غزلیات بھی فارسی میں تضمین کی ہیں۔ فارسی اشعار
نے شروع شاعری میں کہے تھے۔ اب صرف اردو شعر کہتا ہوں۔

ایک دیوان غیر منقوطہ ردیف وار محمدؐ اور آل محمدؐ کی مدح میں لکھا ہے
جس میں اپنا نام دلّو رام بجائے تخلص لایا ہوں۔ جو قدرتی غیر منقوطہ ہے
قدرت کو منظور تھا۔ کہ میں ایک شاعر ہوں گا۔ اور بے نقط شعر بھی کہا کروں گ
اس لئے میرے والدین کی زبان سے میرا نام غیر منقوطہ رکھوا دیا۔

میں نے علماء سے فن شعر۔ علم عروض، اردو۔ فارسی لٹریچر برسوں تک

تا ہے۔ مگر شاعری میں کسی شاعر کو اپنا استاد نہیں بنایا۔ کیونکہ ایک عالم
ں علم نے مجھے ہدایت فرمائی۔ کہ کسی شاعر کو استاد نہ بناؤ۔ تم قدرتی ایک بہت
ے شاعر ہو گے۔ اس لئے کسی شاعر سے اصلاح نہ لی۔ حالانکہ میری ابتدائی
عری کے زمانہ میں حالی، داغ، امیر مینائی جیسے اساتذہ باکمال موجود تھے۔
بارات میں نظمیں دیکھ دیکھ کر نادیدہ قدر دانوں نے میرے پاس تقریباً پانچ
ار خطوط برائے خریداری کلام دس سال کے عرصہ میں روانہ فرمائے۔ جو
ے پاس جمع ہیں۔ میری عمر اس وقت ۴۱ سال کی ہے۔ اور تمام
ہ دستان میرے نام سے واقف ہے۔ بلکہ دیگر ممالک تک بھی میری نظمیں
ی ہیں۔ اور وہاں سے بھی خطوط داد وتحسین حاصل ہوتے ہیں۔
مجھے خدا نے عیوب دنیا سے محفوظ رکھا ہے۔ میں گوشہ نشین رہنا
سند کرتا ہوں۔ خواب مجھے بہت نظر آتے ہیں۔ وہ سب سچے خواب
تے ہیں۔
شروع شاعری میں میں نے ایک خواب دیکھا۔ کہ میں سخت تشنہ لب
ں۔ اپنی والدہ سے میں نے پانی مانگا۔ انھوں نے پانی بتایا۔ مگر وہ پانی سرخ
ں کا تھا۔ میں نے نہیں پیا۔ اور اپنی والدہ صاحبہ سے عرض کی۔ کہ میں دعا
تا ہوں۔ ابھی بارش ہوگی۔ چنانچہ بارش شروع ہوئی۔ اور بڑے بڑے
ے سفید رنگ کے آسمان سے گرے۔ اور میں نے دونوں ہاتھوں سے
ید کا اوپر پانی لے کر خوب پیا۔ اور سیر ہو گیا۔ ایک عالم نے اس کی تعبیر بتائی۔ کہ تم
ب تحصیل علم کرو گے۔ اور رحمت الٰہی تم پر نازل ہوگی۔

پھر میں نے خواب دیکھا - کہ بشنوئی مذہب کے بانی مبانی جو ایک صوفی
درویش اور سادھو تھے - اور جن کا نام جاماجی تھا - موجود ہیں - اور چاند آسمان
سے نیچے آیا ہے - اور میں اس پر اپنا نام لکھ رہا ہوں - میں نے جاماجی سے کہ
کہ دلو رام کوثری لکھوں - یا صرف دلو رام ؟ انھوں نے فرمایا - کہ م
تخلص کے نام لکھو - میں نے لکھدیا - پھر چاند آسمان پر گیا - اور
اس میں میرا نام رقم شدہ چمکتا تھا - اور لوگ دیکھتے تھے - اس کی تعبی
ایک عالم نے یہ بتائی کہ تمہارا نام تمام جہان میں روشن ہوگا - اور
کسی طرح کا سکہ بھی چلے گا -

کوثری تخلص میں نے خود دہلی میں برف کی سرائے کے سا
ٹہلتے ہوئے سوچا تھا - یہ تخلص نیا ہے - فردوسی کا ہمسایہ ہوں - فردوس اور
کوثر آس پاس ہیں - مگر فردوسی کے بعد کوثری تخلص کسی کو بھی
سوجھا -

قصہ کوتاہ خام قصہ رہ گیا
کوثری کا نصف حصہ رہ گیا

حالات بہت ہیں - مگر یہی کافی ہیں -

دلو رام کوثری

یکم جون ۱۹۲۴ء

یامعین

ہو الکل

ہندو کی نعت

کی طبع اول کا دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب چودھری دلورام صاحب کوثری ساکن ناندڑی ضلع حصار
نعتیہ کلام اکثر رسائل و اخبارات میں چھپا کرتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی شان
میں بھی انھوں نے بہت منظوم مناقب لکھے ہیں۔ وہ بہت بے تعصب ہندو
ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی سچی محبت ہے۔

مسلمان قوم چودھری دلورام صاحب کوثری کے مخلصانہ کلام کی جس قدر عزت
کرے کم ہے۔ اور میں مسلم قوم کی دلی شکرگزاری ظاہر کرنے کے لئے چودھری
صاحب کا یہ کلام شائع کرتا ہوں۔

راقم حسن نظامی

درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہیؓ دہلی

ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۲ھ - جون سنہ ۱۹۲۴ء

توہی تو ہے

گلستاں اور بیاباں میں توہی تو ہے توہی تو ہے
دل رنجور وشاداں میں توہی تو ہے توہی تو ہے
کبھی الجھا دیا خود کو۔ کبھی سلجھا لیا خود کو
کسی کی زلف پیچاں میں توہی تو ہے توہی تو ہے
کہیں ہے آنکھ عاشق کی کہیں دیدار جاناں ہے
بہار حسن تاباں میں توہی تو ہے توہی تو ہے
کبھی زمزم میں جا ڈوبا کبھی گنگا میں آنکلا
کہ ہندو اور مسلماں میں توہی تو ہے توہی تو ہے
کہیں تو پیر مکتب ہے۔ کہیں ہے طفل ابجد خواں
کتابوں میں دبستاں میں توہی تو ہے توہی تو ہے
کہیں ٹیچر کی گھڑکی ہے کہیں شاگرد کی خدمت
معلم اور طفلاں میں توہی تو ہے توہی تو ہے
مسدس میں مخمس میں رباعی میں تغزل میں
غرض ہر ایک دیواں میں توہی تو ہے توہی تو ہے
جو ڈھونڈا **کوثری** نے تجھ کو پایا ہر جگہ یارب
عیاں میں اور نہاں میں توہی تو ہے توہی تو ہے

عشق محمدؐ

تھا مجھے عشق محمدؐ جب کہ یہ عالم نہ تھا

بس خدا ہی تھا خدا حوا نہ تھی آدم نہ تھا
چاند سورج آسماں تارے زمیں دریا نہ تھے
گل نہ تھا گلشن نہ تھا اور قطرۂ شبنم نہ تھا
انقلاب دہر کا قانون تھا حرف فنا
تھی خوشی معدوم بالکل اور پیدا غم نہ تھا
دفتر پیدائش و اموات قطعی بند تھا
محفل شادی نہ تھی اور خانہ ماتم نہ تھا
برہم و درہم مرقع تھا جہان ہیچ کا
بادشاہ کوئی نہ تھا۔ اور سکہ درہم نہ تھا
آب و آتش صنعت تحلیل میں محلول تھے
خاک میں یہ خاکساری اور ہوا میں دم نہ تھا
عاشق و معشوق کا راز محبت تھا نہاں
مونس و ہمدم نہ تھا۔ اور آشنا محرم نہ تھا
کوثری اس وقت بھی تھا مجھ کو عشق مصطفےٰ
آجکل جیسا ہے عشق ایسا ہی تھا کچھ کم نہ تھا

ہے ظلمت میں آب بقا یا محمدؐ

مدینہ میں مجھ کو بلا یا محمدؐ	ذرا اپنا کوچہ دکھا یا محمدؐ
نہ فرقت میں مجھ کو رلا یا محمدؐ	نہ عاشق کو اپنے ستا یا محمدؐ

مجھے لوگ کہتے ہیں دیوانہ تیرا
کہوں اور کیا ماجرا یا محمدؐ

نہ کھولوں گا برق تجلی سے آنکھیں
تصور ہے تیرا سدا یا محمدؐ

خدا تیرا عاشق تو عاشق خدا کا
میں تم دونوں پر ہوں فدا یا محمدؐ

خدا کی خدائی میں تجھ سا نہیں ہے
تو یکتا ہے بعد از خدا یا محمدؐ

نہیں بادشاہوں کی کچھ مجھ کو پروا
ترے در کا ہوں میں گدا یا محمدؐ

نہ رندوں سے صحبت نہ زاہد سے رغبت
مرا حال کیا یہ ہوا یا محمدؐ

میں تیرا بنا ہوں مرا تو بھی بن جا
مرا کون ہے دوسرا یا محمدؐ

تمہاری بدولت خدا مجھ کو بخشے
ہو مقبول میری دعا یا محمدؐ

ترا کوثری رہتا ہے ہندوں میں
ہے ظلمت میں آب بقا یا محمدؐ

نبی کے واسطے سب کچھ بنا ہے

عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ
خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ

کتب خانے کئے منسوخ سارے
کتاب حق ہے قرآنِ محمدؐ

نبی کے واسطے سب کچھ بنا ہے
بڑی ہے قیمتی جانِ محمدؐ

شریعت اور طریقت اور حقیقت
یہ تینوں ہیں کنیزانِ محمدؐ

فرشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں
غلامانِ غلامانِ محمدؐ

نبی کا نطق ہے نطق الہٰی
کلام حق ہے فرمانِ محمدؐ

خدا کا نور ہے نورِ پیمبرؐ
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
علیؓ ان میں وصی مصطفےٰؐ ہے
علیؓ کا نفس ہے نفسِ پیمبرؐ
علیؓ و فاطمہؓ شبیرؓ و شبرؓ

خدا کی شان ہے شانِ محمدؐ
یہی ہیں چار یارانِ محمدؐ
علیؓ ہے رنگِ بستانِ محمدؐ
علیؓ کی جان ہے جانِ محمدؐ
بسا ان سے گلستانِ محمدؐ

بتاؤں کوثری کیا شغل اپنا
میں ہوں ہر دم ثناخوانِ محمدؐ

جپا کرتے ہیں محمدؐ محمدؐ

شہنشاہِ اعظم محمدؐ محمدؐ
زباں کا یہی ہے اشارہ لبوں کو
ہنگامِ معراج چرچا یہی تھا
وہ ہے ابن آدم وہ ہے فخرِ آدم
یہ دعوے سے کہتا ہوں سب کو سنا کر
اگرچہ نبی آخری ہے وہ لیکن
رہائی ہو غم سے اگر کوئی بندہ
ہے لازم کہ ہر ایک مسلم کہے یوں
صلہ ہو یہی نعت گوئی کا میری
الٰہی مرے منہ میں جب تک زباں ہو

رسولِ دو عالم محمدؐ محمدؐ
کہیں مل کے باہم محمدؐ محمدؐ
فلک پہ تھا پیہم محمدؐ محمدؐ
مکرم معظم محمدؐ محمدؐ
خدا کا ہے محرم محمدؐ محمدؐ
ہے سب سے مقدم محمدؐ محمدؐ
پکارے دمِ غم محمدؐ محمدؐ
نبی ہے مسلم محمدؐ محمدؐ
خدا خوش ہو خرم محمدؐ محمدؐ
زباں پہ ہو ہر دم محمدؐ محمدؐ

وظیفہ یہی کوثری جی ہے اپنا
جپا کرتے ہیں ہم محمدؐ محمدؐ

خدا جب ہے محمدؐ کا

کرا ے ہندو بیاں اس طرز سے تو وصف احمد کا
مسلماں مان جائیں لوہا سب تیغ مہند کا
جدا کیا لام دلو رام ہے میم محمدؐ سے
تعلق سو طرح کا ہے مشدد سے شدد کا
محمدؐ اور دلو رام میں نقطہ نہیں کوئی
کہ ہے مداح اور محمود میں یہ ربط کس حد کا
کبھی گنگا میں آ ڈوبا۔ کبھی کوثر پہ جا نکلا
پتہ کچھ بھی نہیں مخصوص درویش مجرد کا
یہی ہر چار عنصر کا اشارہ ہے کہ لے رستہ
مدینہ کا نجف کا کربلا کا اور مشہد کا
محمدؐ کی شفاعت پر یقیں تھا نعت گویوں کو
کسی نے قافیہ باندھا نہیں اب تک جو شاید کا

لکھوں کیا کوثری میں کونسا قصہ ہے اب باقی
محمدؐ جب خدا کا ہے۔ خدا جب ہے محمدؐ کا

اللہ کا دیدار ہے دیدار محمدؐ

اللہ غنی رونق بازار محمدؐ — معبود جہاں بھی ہے خریدار محمدؐ
آیا ہے حدیثوں میں نبی نور خدا ہے — اللہ کا دیدار ہے دیدار محمدؐ
پھر کس لئے یارب میں پیوں داروئے صحت — اچھا ہے مسیحا سے بھی بیمار محمدؐ
کیا مجھکو ضرورت ہے کہ قرآن پڑھوں میں — ہے یاد مجھے مصحف رخسار محمدؐ
میں کون ہوں کیا شے ہوں مری گنتی وہاں کیا — جبریل سے ہیں خادم سرکار محمدؐ
ہے جنس معاصی کا صلہ نقد شفاعت — زاہد سے رہا اچھا گنہگار محمدؐ
خالی کسی صورت میں بھی وہ جا نہیں سکتا — بخشش کا جو امت سے ہے اقرار محمدؐ
سادات زمانہ میں جہاں جاؤ وہاں ہیں — کیا باغ جہاں میں بسا گلزار محمدؐ
سنتا ہوں کہ کہتے ہیں یہی دیکھنے والے — اللہ کا دربار ہے دربار محمدؐ

کچھ عشق پیمبرؐ میں نہیں شرط مسلماں
ہے **کوثری** ہندو بھی طلبگار محمدؐ

محبوب الٰہیؒ سے ہے یارانہ ہمارا

ہم مرد ہیں اور عشق ہے مردانہ ہمارا — محبوب الٰہی سے ہے یارانہ ہمارا
کیا پوچھتے ہو کوثر و فردوس کا قصہ — یہ باغ ہمارا ہے وہ میخانہ ہمارا
محشر میں بچا لینگے نبی مجھ کو یہ کہہ کر — چھیڑو نہ اسے یہ تو ہے دیوانہ ہمارا

کیا اے فلک پیر ترا خوف کریں ہم ۔ باہر تری گردش سے ہے کاشانہ ہمارا
کیوں ساقی گردوں تو مری کرتا ہے دعوت ۔ تجھ سے نہ بھرا جائے گا پیمانہ ہمارا
آقا ہے نبیؐ اور علیؓ اپنا ہے مولیٰ ۔ ملتا ہوا سلماں سے ہے افسانہ ہمارا

کندن ہے وہی کوثری جو خاک میں ملے
اس واسطے ہے بھیس فقیرانہ ہمارا

ہندو سہی - مگر ہوں ثنا خوان مصطفےٰ

ہندو سمجھ کے مجھ کو جہنم نے دی صدا ۔ جب پاس میں گیا تو نہ تجھ کو جلا سکا
بولا کہ تجھ پہ کیوں مری آتش ہوئی حرام ۔ کیا وجہ تجھ پہ شعلہ جو قابو نہ پا سکا
کیا نام ہے تو کون ہے مذہب ہے تیرا کیا ۔ حیراں ہوں میں عذاب جو تجھ تک نہ جا سکا
میں نے کہا کہ جائے تعجب ذرا نہیں ۔ واقف نہیں تو میرے دل حق شناس کا
ہندو سہی مگر ہوں ثنا خوان مصطفےٰ ۔ اس واسطے نہ شعلہ ترا مجھ تک آ سکا
ہے نام دتو رام تخلص ہے کوثری ۔ اب کیا کہوں بتا دیا جو کچھ بتا سکا

گنگا سے جو پھسلا لب کوثر پہنچا

رباعی

کیا پہنچا مسیحا جو فلک پہ پہنچا ۔ مقصود کو اپنے نہ سکندر پہنچا
اللہ غنی کوثری ایسا چالاک ۔ گنگا سے جو پھسلا لب کوثر پہنچا

شفاعت

جس دم دبایا مجھ کو گناہوں کے بار نے		میں شافع گنہ کو لگا پھر پکارنے
حضرت نے آ کے مجھ کو سبکدوش کر دیا		رحمت بڑی کی شافع روز شمار نے
دیکھا بنا کے جب کہ محمد کا حسن نو		محبوب اپنا کر لیا پروردگار نے
منکر نکیر کرنے لگے عذر و معذرت	ق	کس کا لیا ہے نام سیاحب مزار نے
ہاں ہاں نکل گیا مرے منہ سے علی کا نام		مشکل کی میری حل شہ دلدل سوار نے
دنیا میں بیشمار خطابات آج تک	ق	شاہوں کے پائے بعض صغار و کبار نے
لیکن خطاب مجھ کو ملا ہے یہ خوب تر		حسرت بڑی کی جس کی ہر اک فخر یار نے
رند خراب ساقی کوثر مجھے کہو		بخشا ہے یہ خطاب شہ ذوالفقار نے

ہے نام دتو رام تخلص ہے کوثری
دیر و حرم کی سیر کی اس خاکسار نے

ہندو کی بخشش

اور

نجات

محشر میں دی فرشتوں نے داور کو یہ خبر
ہندو ہے ایک احمد مرسل کا مدح گر

ہے بت پرست اگرچہ وہ لیکن ہے نعت گو
احمدؐ کی نعت لکھتا ہے دنیا میں بیشتر
ہے نام دِلّو رام تخلص ہے کوثری
لے جائیں اس کو خلد میں یا جانب سقر
سنتے ہی یہ ملائکہ سے اک انوکھی بات
فرمایا ذوالجلال نے جنت ہے اس کا گھر

اللہ اکبر احمدِ مرسل کا یہ لحاظ
کی حق نے لطف کی سگِ دنیا پہ بھی نظر

ہے پلاتے محمدؐ دلو رام

نئی نعت لکھوں نیا سال ہے
کہ نوروز سے جی بھی خوشحال ہے

خدا ہے محمدؐ ہے اور آل ہے
سوا ان کے جو کچھ ہے جنجال ہے

مِسِ قلم کی دم وصفِ شاہ
نئی ہے روش اور نئی چال ہے

ہے نعت نبی ذکر پروردگار
کہ یہ تو عمل حسنِ اعمال ہے

نمازوں میں شہ کا تصور رہے
کہ یہ حال ہے اور وہ قال ہے

رسائی ہے جس کی درِ شاہ پر
وہی صاحب جاہ و اقبال ہے

پیمبر کی انگلی کا ہے وہ نشاں
رخ مہ پہ سمجھا جسے خال ہے

ڈر دل تیغ آفت کے کیوں وار سے
کہ نام محمدؐ مری ڈھال ہے

غم دین و دنیا مجھے کچھ نہیں
نہیں کچھ مرے دل میں جز شوقِ نعت
میں عسرت میں لکھتا ہوں نعتِ نبیؐ
ورق چند ہیں نعت کے میرے پاس
ہے پائے محمدؐ سرِ دتو رام

ثنا خوانِ شہ فارغ البال ہے
کہ ہر حسرت و حرص پامال ہے
خدائے جہاں کا یہ افضال ہے
یہی اپنی پونجی یہی مال ہے
یہ نسبت مرے اوج پر دالؐ ہے

مدینے کے آنے لگے خواب روز
میاں کوثری نیک یہ فال ہے

مجھے حق نے پانی ہی پانی میں رکھا

ـے نعت نے شادمانی میں رکھا
ـں لکھتا رہا نعت اور حق نے شب بھر
ـیں اختیار اب ہے کی نعت گوئی
مصطفیٰؐ کی ملے گر گدائی ،،
ـد کو بے سایہ حق نے بنایا
ـزہ اڑا شہ کی گردِ قدم کا

کہ معروفِ شیریں زبانی میں رکھا
قمر کو مری پاسبانی میں رکھا
یہی شغل ہم نے جوانی میں رکھا
تو پھر کیا ہے صاحبقرانی میں رکھا
یہ پہلا لث نفسِ ثانی میں رکھا
زمانہ نے تاجِ کیانی میں رکھا

ـه محمدؐ میں حرف "دال" آخر ہے۔ اور دتو رام میں اول ہے۔
ـه دال بمعنی دلالت کنندہ۔

نہ کر آفتابِ فلک اتنا غرّہ ۔۔۔ کہ تجھ کو بھی بے دار فانی میں رکھا
بظاہر تو جلتا ہے پر حیف تیرا ۔۔۔ نہیں حصہ سوز نہانی میں رکھا
در حضرت مصطفےٰ مجھ کو بخشا ۔۔۔ تجھے منزل آسمانی میں رکھا
تو ہے دربدر گردشِ آسماں سے ۔۔۔ مجھے حلقۂ مہربانی میں رکھا

نہ کر شور اے بلبلِ گل فسانہ ۔۔۔ ہے کیا تیری اس لن ترانی میں رکھا
میں ہوں نعت گو میرا رتبہ بڑا ہے ۔۔۔ نہیں کچھ تری ہمزبانی میں رکھا
خدا نے کئے جب کہ تقسیم رتبے ۔۔۔ تو یوں سب کو پھر قدردانی میں رکھا
کہ آدمؑ کو فخر ملائک بنا کر ۔۔۔ انھیں جنتِ جاودانی میں رکھا
بڑی عمر نوحِ نبیؑ کو عطا کی ۔۔۔ سلامت جو طوفاں سے پانی میں رکھا
خضرؑ کو دیا چشمۂ آبِ حیواں ۔۔۔ براہیمؑ کو باغبانی میں رکھا
دیا حسن بے مثل یوسفؑ کو اس نے ۔۔۔ سلیمانؑ کو حکمرانی میں رکھا
دمِ زندگی بخش عیسیٰؑ کو بخشا ۔۔۔ تو موسیٰؑ کو خوش لن ترانی میں رکھا
غرض سب سے اول خدا نے بالآخر ۔۔۔ محمدؐ کو یارانِ جانی میں رکھا
مرے منہ سے منظور تھی نعت احمد ۔۔۔ مجھے فرد رطب اللسانی میں رکھا

ذرا نقشۂ نعت کا کر نظارہ ۔۔۔ ہے کیا نقش بہزاد و مانی میں رکھا
بہارِ ریاضِ ثنائے نبیؐ نے ۔۔۔ دہن کو مرے گل فشانی میں رکھا

نبی کے ہوئے نعت گو دو برابر / کہ دونوں کو اک ہم خوانی میں رکھا

ہے حسانؓ پہلا تو میں دوسرا ہوں / نہیں فرق اول میں ثانی میں رکھا

خدا نے اُسے سونپی محفل عرب کی / مجھے بزم ہندوستانی میں رکھا

اُسے سیر دکھلائی دشت بیاں کی / مجھے غرق بحر معانی میں رکھا

عرب میں وہ صحرا قدرت سے پہنچا / اُسے ریگ ہی کی روانی میں رکھا

میں پنجاب سے آیا کوثرؔ یہ یارو! / مجھے حق نے پانی ہی پانی میں رکھا

لکھیں کوثریؔ عمر بھر ہم نے نعتیں / نہ کچھ اور غم زندگانی میں رکھا

غل ہوا ہندو بھی محبوب خدا کے ساتھ ہے

[…]ثری تنہا نہیں ہے مصطفیٰؐ کیساتھ ہے / جو نبیؐ کے ساتھ ہے وہ کبریا کے ساتھ ہے

[…]ں سے پھر دیئے آزار میں اشرار قوم […] / اس کا کیا کر لیں گے جو خیر الوریٰ کے ساتھ ہے

[…]نہیں حسرت ید بیضا کی مجھ کو اے کلیمؑ / ہاتھ اپنا دامنِ آلِ عبا کے ساتھ ہے

[…]شان رحمت پیشِ احد میں کیا کروں / نسیم احمد ہے کہ جو میری دعا کے ساتھ ہے

[…]عالمیں کے حشر میں سینے کھلے / خلق ساری شافع روز جزا کے ساتھ ہے

لے کے دِتو رام کو حضرت گئے جنت میں جب / غل ہوا ہندو بھی محبوب خدا کے ساتھ ہے

[…]دعا میں نسیم لانے سے دعا بنی تا ہے۔ میرا دعا یہی ہے کہ نسیم احمد میری دعا کے ساتھ ہے۔ کوثری

فاتح بیت المقدس تیرا ہے بے شک لقب

یا عمر فاروقؓ اعظم تیرا ہے واجب ادب — شامل یاران احمد تو بھی ہے اے حق طا

بیگماں سالار عادل خاص تیرا ہے خطاب — فاتح بیت المقدس تیرا ہے بے شک لق

روم اور ایران سے تو نے لیا باج اور خراج — ہے بجا تجھ کو کہوں میں گر سلیمان عصر

زور بازو تیرا بتلاتے ہیں کوفہ اور دمشق — تیری ہمت کی گواہی دیتے ہیں شام و

رونق اسلام تیرے عہد میں ایسی ہوئی — اہل عالم کی نگاہوں سے گرے ادیان

ملت بیضا کو تو نے آشکارا کر دیا — تو نے پھیلایا نبیؐ کا دین اور علم و او

مرشد کامل نبیؐ ہے تو مرید باصفا — کیوں نہ ہو پھر ذات تیری عزت دیں کا س

تو بھی ہے سردار اک منجملۂ قوم قریش — خاندان مصطفےٰ سے تیرا ملتا ہے نس

پڑھ کے کلمہ تو بنا اُس وقت احمد کا رفیق — فرض ادا مسلم کیا کرتے تھے چھپ چھپ کے

تیرے ایماں سے ہوئی وہ تقویت اسلام کو — ہر طرف دینے لگے مسلم اذانیں روز و ش

رحم تیرا ہے برائے دوست لطف کردگار — قہر ہے قہار کا بہر عدو تیرا غض

سالہا خورشید نے ڈھونڈا زمانہ میں مگر — اہل عالم میں ملا تجھ سا مدبر اور ک

تیری شان مملکت کا ہو نہیں سکتا بیاں — تیری طرح عدل کی توصیف میں ہیں

انوری لکھ لکھ کے شاہوں کے قصیدے خوش رہا — کوثری کو ہے تری مدحت سرائی میں

یاد کرتا ہے تری رفتار کو یوروشلم

یا عمرؓ فاروق اعظم اے امیر باکرم — تیری ہیبت سے کیا سرکشوں نے ڈ

نان دین سر بد تجھ سے عاجز آ گئے
شرک کی ہستی کو تو نے کر دیا بالکل عدم

فخر تجھ سے رہا تخت خلافت دہر میں
تو نے ہر اک ملک میں گاڑا شریعت کا علم

ری بیت المقدس ہے تری تفریح گاہ
یاد کرتا ہے تری رفتار کو یورو شلم

ج کسریٰ کو ترے قدموں سے کیا کیا ناز ہیں
ہے درفش کاویانی پر تری گرد قدم

گئے بت خانے تیرے شکوہ ہیبت سے خراب
پھر گیا آتشکدوں پر تیرا سیلاب حشم

ست تو نے کر دیا اوج عظیم روم کو
ہو گئی ڈھیلی بنائے قصر ہرقل ایک دم

یا تو نے کیا اسلام کی خاطر غرض
تیرا دم بھی بعد ختم المرسلیں ہے مغتنم

شرع پاک جاری تو نے کی فرزند پر
مر گیا بیٹا جواں اور کچھ نہ تھا تجھ کو الم

ب دیتا ہے تجھے سالار عادل کا لقب
عدل بھی کھاتا ہے تیرے قولِ فیصل کی قسم

دہ چھپ چھپ کے پھرنا شب کو بہر عدل و داد
ہے رعیت پروری کی ایک برہانِ اتم

ی رائیں عکس وحی کبریا ہوتی رہیں
تجھ کو کرتے تھے نبی اکثر قضایا میں حکم

ترے قبضہ میں بیت المال کا کل مال تھا
ہاتھ گر اینٹ اپنا تو بھرتا رہا لیکن شکم

صدق دل سے کوثری تیرا ثنا خواں ہے مدام
"یا عمرؓ" ہے آجکل اس کا وظیفہ دمبدم

تسبیح بھی ہے ہاتھ میں اور ذوالفقار بھی

دہ امام - چاردہ معصوم - پنجتن
پھر عشرہ مبشرہ اور چار یار بھی

ن سب میں جو شریک ہے وہ ہے علیؓ فقط
سب سے جدا ہے اور ہے سب میں شمار بھی

ہجرت کی شب تھا بستر احمدؐ پہ محو خواب
داماد بھی نبیؐ کا وہ نفس نبیؐ بھی ہے
مشکل کشائے خلق ہے اور فاقہ کش ہے وہ
یکتا وہ زہد میں ہے شجاعت میں فرد ہے
اللہ اکبر اس مرے مولا کی شان پاک

اک شب میں جانشیں بھی بنا جاں نثار بھی
یہ مسئلہ ہے سہل بھی اور پیچدار بھی
بے اختیار بھی ہے وہ با اختیار بھی
تسبیح بھی ہے ہاتھ میں اور ذوالفقار بھی
مزدور بھی ہے اور شہ دلدل سوار بھی

حبّ علیؓ سے دل ہے غنی فقر و عسر میں
ہے کوثری غریب بھی اور مالدار بھی

دل وجاں کا آرام نام علیؓ ہے

روا جس سے ہو کام نام علیؓ ہے
وظیفہ ہے زاہد کا یہ اسم اعظم
اسی نام سے بڑھتا ہے جوش ایماں
ہیں سرشار جس سے بزرگانِ ملت
محب کو نجات اس سے ہوتی ہے حاصل
بلا ٹل گئی لیتے ہی نام حیدرؓ

دل وجاں کا آرام نام علیؓ ہے
مجاہد کی صمصام نام علیؓ ہے
ترقی اسلام نام علیؓ ہے
مئے حق کا وہ جام نام علیؓ ہے
عدو کے لئے دام نام علیؓ ہے
کہ راحت کا پیغام نام علیؓ ہے

کہوں کوثری کیا میں اس کے فضائل
خود اللہ کا نام نام علیؓ ہے

ذاتِ اقدس سے ہے تری جانِ جہانِ مصطفیٰ

مرتضیٰ اے رازدانِ مصطفیٰ — مصطفیٰ کے بعد تیرا ہے مکانِ مصطفیٰ

...کا مولیٰ مصطفیٰ ہے اس کا مولیٰ تو بھی ہے — دوست رکھتے ہیں تجھے سب دوستانِ مصطفیٰ

...ہرا ہے تو صلِ علیٰ صلِ علیٰ — تجھ سے قائم ہے جہاں میں خاندانِ مصطفیٰ

...ن خورشید تیرا ہے قمر تیرا حسین — ہے یہ روحِ مصطفیٰ اور وہ ہے جانِ مصطفیٰ

...نی تجھے اکثر محمد نے کہا — نفس پیغمبر ہے تو حسبِ بیانِ مصطفیٰ

...ز ادیدار دیدار حبیب ذوالجلال — تیری کرتے ہیں زیارت عاشقانِ مصطفیٰ

...باب مصطفیٰ اور مصطفیٰ ہے شہرِ علم — بے ترے کیونکر ملے پھر آستانِ مصطفیٰ

...ب جہاں تیری ولادت گاہ ہے — پاک اور طاہر ہے تو مثلِ دہانِ مصطفیٰ

...نور احمد نور احمد نورِ حق — شان تیری شانِ حق ہے یا ہے شانِ مصطفیٰ

...علمِ لدنی سینہ پر نور میں — جب کہ تو نے مہد میں چوسی زبانِ مصطفیٰ

...مین او سب سیکھے ہیں اس نے قبلِ خلق — کیوں نہ پھر روح القدس ہو پاسبانِ مصطفیٰ

...رح خورشیدِ تاباں سے منور ہے فلک — اس طرح روشن ہے تجھ سے آسمانِ مصطفیٰ

...ت ہے تو اے خسرو خیبر شکن — ہو گئے معدوم تجھ سے دشمنانِ مصطفیٰ

...الوریٰ پر سویا تو ہجرت کی شب — خوف میں تو بن گیا دارالامانِ مصطفیٰ

...کفر کش اسلام کی پہلی بنا — تیرا علم پاک ہے فیضِ لسانِ مصطفیٰ

...سی مصطفیٰ تو سابق الاسلام ہے — ذاتِ اقدس سے ہے تری جانِ جہانِ مصطفیٰ

...شیرِ دودم کی آب نصرت کیا کہوں — جس سے ہے سرسبز اب تک بوستانِ مصطفیٰ

خندق و بدر و احد میں تو تن تنہا لڑا	تیرا دم گویا تھا اک فوج گران مصـ
چوم لیتی تھی پھریرا نصرت پروردگار	جب اٹھاتا تھا دغا میں تو نشانِ مصـ

کوثری کے کام دو ہیں ایک ہے لیکن مآل
ہے ثنا خواں تیرا یہ اور مدح خوان مصطفےٰ

عمر بھر ذکر شہید کربلا کرتے رہے

پوچھا جب حق نے کہ تم دنیا میں کیا کرتے رہے	کہدیا ہم نے ثنائے مصطفےٰ کرتے
بند رہتے دین کے کیوں کام بعد از مصطفےٰ	مشکلیں امت کی حل مشکل کشا کرتے
کچھ نہ ہاتھ آیا انھیں محنت گئی برباد سب	جو علیؑ کو چھوڑ کر یاد خدا کرتے
کیا دکھائیں گے وہ منہ اپنے نبی کو حشر میں	جو کہ آزردہ دلِ خیر النساء کرتے
اشقیا میں اور اہل بیت میں یہ فرق ہے	وہ جفا کرتے رہے اور یہ دعا کرتے
حضرت شبیر دین مصطفےٰ کے نام پر	صبح سے تا عصر بچوں کو فدا کرتے
معرفت کہتے ہیں اس کو بھوک اور غم میں حسین	زیر خنجر بھی نماز حق ادا کرتے
تنگدستی میں فراخی میں غرض ہر حال میں	اغنیا اہل صفا صبر و رضا کرتے

کوثری پھر قبر میں کیا ہوتی باز پرس جب کہ ہم
عمر بھر ذکر شہید کربلا کرتے رہے

جنّت البقیع

اجنت البقیع کی شان رفیع ہے — برج فلک ہر ایک مزار بقیع ہے
...ے جائے عرش جس میں وہ دامن وسیع ہے — بارہ مہینے سیر بہار ربیع ہے

خلد نعیم جہاں میں یہی ارض پاک ہے
کحل البصر یہیں کی زمانہ میں خاک ہے

...ن جو یہاں ہے وہ غم سے ہے رستگار — دوزخ کا کچھ عذاب نہ مرقد کا ہے فشار
...خ کا ہے زمانہ یہاں موسم بہار — جنت کے نور کا ہے اسی خاک پر قرار

اس سے دکان دور ہے دنیائے زشت کی
سرحد ملی ہوئی ہے اسی سے بہشت کی

...ے جنت البقیع کی جنت کو جستجو — مٹی کے عطر میں بھی بسی ہے یہیں کی بو
...ں خاک پاک کی ہے دو عالم میں آبرو — زمزم کو اس کی چاہ ہے کوثر کو آرزو

ذرہ ہے آفتاب اسی ارض پاک کا
صدقہ ہے یہ تمام بزرگوں کی خاک کا

...ں میں اس کی مٹی بزرگوں کی ہے ملی — حرمت ہے اس کی مثل خداوند ایزدی
...تاق اس کے رہتے ہیں قدسی و جنتی — اس کی ہوا کے جھونکے ہیں خلدی و کوثری

پڑتی ہے اس پہ چشم امین جبرئیل کی
اس خاک میں صفا ہے مے سلسبیل کی

ہے اس زمیں کا پیش خدا مرتبہ بڑا — لکھا ہے ایک کافر صد سالہ جو م
گزرا جنازہ پاس سے اس شخص غیر کا — خاک بقیع اڑ کے کفن پر گری ذ
دوزخ میں خاک پاک کا جانا محال تھا
کافر کا باغ خلد بھی پانا محال تھا

کہتی تھی خاک پاک کہ ناجی تو ہو چکا — کہتا تھا کفر رے کے جہنم میں جاؤں گ
کفر اور خاک پاک میں جھگڑا جو یوں پڑا — آخر خدا نے لطف سے زندہ اُسے ک
آئی ندائے غیب کہ کیا پیچ پڑ گیا
کلمہ تو پڑھ کہ تیرا نصیب آج لڑ گیا

کلمہ پڑھا نبی کا جو بخشش کی چاہ میں — تخفیف ہو گئی وہیں جرم و گناہ
مقبول ہو گیا وہ حضور اله میں — رستہ ملا بہشت کا دوزخ کی راہ
اس کو نہ پھر ہوا ہوئی دنیائے زشت کی
سنتے ہی آنکھ کھل گئی کھڑکی بہشت کی

مرنے کے بعد کیا ہوا حق اُس پہ مہرباں — آئی بہار اس کے چمن میں پس از خز
ہے جنت البقیع کی رحمت پہ بیگماں — ہاں جنت البقیع بھی جنت کا ہے نش
یہ ارض پاک آفتِ دنیا سے پاک ہے
کیونکر نہ پاک ہو کہ بزرگوں کی خاک ہے

ہے جنت البقیع بزرگوں کی یادگار — ہیں اہل بیت پاک کے اکثر یہیں
قبر جناب فاطمہ زہرا کے میں نثار — جس پر ہے اس کے فضل و فضائل کی
شامل جو اس میں خاک ہے آل میوں کی

اس واسطے خدا نے یہ حسرت قبول کی

...ن یہیں ہے نہیں اس میں کچھ کلام — زین العبا کا بعد قضا ہے یہیں قیام
...یہاں ہیں باقر و جعفر سے بھی امام — کچھ اور بھی ہیں تربت سادات نیکنام

اصحاب مصطفےٰ بھی یہاں دفن چند ہیں
قبروں سے جن کی اس کے مراتب بلند ہیں

...ں سیدہ کا یہاں ہے جہاں مزار — کرسی و عرش اس کی فضیلت پہ ہیں نثار
...ن حشر ہو گا اسی جا سے آشکار — بچھے گا وہاں یہ تخت خداوند روزگار

دربار ذوالجلال مقام بقیع ہے
کیا جنت البقیع کی شان رفیع ہے

...کچھ یہ فاطمہؑ کا تصدق ہے بیگماں — ورنہ کبھی تھے اس پہ مزار یہودیاں
...اب فاطمہؑ کے چند ہیں نشاں — جن سے اس جگہ بھی علامت ہے کچھ عیاں

اغلب یہی ہے قبر یہیں ہے بتولؑ کی
بابا سے ہے رسولؐ کے بیٹی رسولؐ کی

...بضعۃ الرسول کی شان جلیل ہے — بابا رسول پاک ہے دادا خلیل ہے
...بھی ایک ان کی شفا کا علیل ہے — رکھ اعتقاد کیوں تجھے فکر دلیل ہے

نور دل فلک در زہرا کی خاک ہے
پڑھتا درود اس پہ خداوند پاک ہے

...شعر میں تجھے ہر دم یہی ہے دھن — مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
...کے وصف و ذکر میں کھتا ہے کیوں سخن — ہاں آل مصطفےٰ کے مناقب ذرا تو سن

بابا وہ کس نے پایہ جو پایا بتولؑ نے
فرمایا کس کو اُمِّ اَبیہا رسولؐ نے

تھا بہار باغ نبوت ہے فاطمہؑ
زینت دہ مقام امامت ہے فاطمہؑ
کوثر ہے جس کی کسرِ وہ کثرت ہے فاطمہؑ
نقد بہائے خلعت وحدت ہے فاطمہؑ

توحید کردگار جناب بتولؑ ہے
اصلِ فروع اور فروعِ اصول ہے

معصومہ ہے کہ حرمت حوا ہے فاطمہؑ
دنیا میں شاہزادی دنیا ہے فاطمہؑ
خاتون خلد مریم کبریٰ ہے فاطمہؑ
صدیقہ ہے بتول ہے زہرا ہے فا

سب عورتوں میں ایسی فضیلت کسی کی ہے
بیٹی نبیؐ کی اور وہ زوجہ علیؑ کی ہے

اُمّ الحسنؑ ہے مادرِ شبیرؑ خوش شعار
القصہ وہ ہے جدّۂ ساداتِ با
کیا مجھ سے اب فضائل زہرا کا ہو شمار
خوش جس سے فاطمہؑ ہے خوش اس سے ہے کر

بندی بھی ہے خدا کی وہ نور خدا بھی ہے
وہ اشرف النسا بھی ہے خیر النسا بھی ہے

بابا ہے وہ کہ ختم رسل جس کا ہے لقب
شوہر امام ہر دوسرا سید العر
بیٹے حسنؑ حسینؑ ہیں خادم ہیں جن کے سب
جز کار خیر جن کو نہ دنیا میں تھی طل

شوہر سخی ہے خود بھی سخی ہے پسر سخی
واللہ فاطمہؑ کا ہے سب گھر کا گھر سخی

آئی ہے کس کو چادرِ تطہیر یہ کہو
عفت کا ملک کس کی ہے جاگیر

ں کو کس کی ہے تو قیسر یہ کہو　　بیٹے ہیں کس کے شبر و شبیر یہ کہو
تکریم کس کی گھر میں جنابِ علیؑ نے کی
تعظیم کس کی بر سر منبر نبیؐ نے کی

ہے یہ کہ جمع تھے اصحابِ باوفا　　وحیِ خدا سناتے تھے منبر پہ مصطفےٰ
سال کا تھا جنابِ بتولؑ کا　　مسجد میں کھیلتی ہوئی آئی وہ باصفا
بیٹی کو آپ دیکھ کے شاداں بڑے ہوئے
تعظیم فاطمہؑ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے

نے جو دیکھا یہ الفت کا ماجرا　　کی عرض یا نبیؐ ہمیں حیرت ہوئی سوا
وڑ کر ادب فاطمہؑ کیا　　گبر و یہود طعن کریں گے یہ برملا
بے چین اس قدر ہے جو بچوں کے پیار میں
تبلیغ کر سکے گا وہ کیا روزگار میں

ے دُر فشاں ہوئے یوں بادشاہِ دیں　　بیٹی سمجھ کے اپنی میں ہرگز اٹھا نہیں
الجلال ہے زہرہ یہ بالیقیں　　وحدت کا پاس کرنا ہے اک فرضِ مرسلیں
توحیدِ حق کا دل پہ اثر جب بڑا ہوا
احکام وحی چھوڑ کے میں اٹھ کھڑا ہوا

ـں ہوں گے وہ بطنِ بتولؑ سے　　دنیا کو پاک صاف کریں گے جہول سے
ں گے جملہ فرع و اصول سے　　کام ان کو ہوگا دینِ خدا اور رسولؐ سے
سر کو کٹا کے دین کو قائم کریں گے وہ
اور بھوکے پیاسے راہِ خدا میں مریں گے وہ

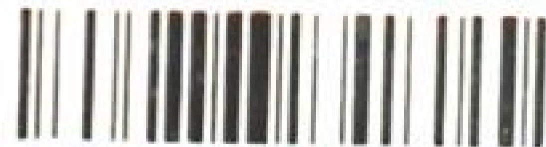
یہ رمز سُن کے ہو گئے اصحاب مطمئن — پڑھنے لگے درود جواں اور سب
کہتے تھے بار بار یہی حور و انس و جن — صلِّ علیٰ محمّد و آلِ محـ
یہ جس کی ہے ثنا وہ سپہر بقیع ہے
کیا جنّت البقیع کی شانِ رفیع ہے

ہوگا جو روزِ حشر زمانے میں آشکار — سب کو ملے گا حکم خداوندِ ر
سب اپنی اپنی آنکھیں کریں بند ایکبار — اٹھتی ہے اپنی قبر سے زہرائے
جب تک نہ یہ بہشت میں پہنچے بقیع سے
کھولے نہ کوئی آنکھ شریف و وضیع سے

القصہ اٹھ کے فاطمہؑ اپنے مزار سے — یوں پھر کرے گی عرض وہ پروردگ
بہتر بقیع مجھ کو ہے باغ و بہار سے — محفوظ یاں رہی ہوں عذاب فن
چھوڑوں گی میں نہ اس کو مجھے اس سے پیار ہے
آئندہ تو خدا ہے تجھے اختیار ہے

فرمائے گا خدا تری عرضی قبول کی — بیٹی ہے تو ہمارے محمّد رسو
پھر حکم حق یہ ہوگا نہیں بات طول کی — جنت ملے بقیع سے خاطر
تختہ ریاض خلد کا ارضِ بقیع ہے
کیا جنّت البقیع کی شان رفیع ہے

تمام شد



اسلام کی تاریخ

مصنفہ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی

حصہ اول میلاد نامہ { جس میں حضورؐ کی ولادت سے وفات تک کا حال ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

حصہ دوم محرم نامہ { اس میں حضورؐ کی وفات سے کربلا کے واقعہ تک کے تاریخی حالات ہیں۔ قیمت ایک روپیہ۔

حصہ سوم یزید نامہ { اس میں کربلا کے واقعہ سے بنی اُمیہ کے آخری بادشاہ تک تذکرہ ہے۔ قیمت سوا روپیہ

حصہ چہارم سلاطین عباسیہ { اس کتاب کے دو حصے ہیں۔ اور اس میں تمام سلاطین عباسیہ کے مفصل تاریخی حالات ہیں۔ قیمت حصہ اول ڈیڑھ روپیہ۔ حصہ دوم ایک روپیہ

بے روزگار ہندوؤں کا روزگار



جو ہندو بھائی ہندو مسلم اتحاد کے شوقین ہوں اُن کو روزگار حاصل کرنے کا ایک راستہ بتایا جاتا ہے کہ وہ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کی لکھی ہوئی کتاب سیرت نبویؐ کو حفظ یاد کریں۔ اور جلسوں میں بطور تقریر کے اس کو سنائیں ہر مقام کے مسلمان معقول خدمت کرکے اُن کی یہ تقریر سنیں گے۔ اس طرح اُ کو روزگار مل جائے گا۔ اور ہندو مسلمانوں میں اتحاد بھی ہو جائے گا۔

یہ کتاب اس طریقہ سے لکھی گئی ہے کہ آٹھ دن میں پوری کتاب زبانی ہو جاتی ہے۔ ہر صفحہ میں تین مضمون ہیں۔ اور زبان بہت آسان اور صا ہے۔ نثر کی وہ کتاب ہو اور نظم کوثری صاحب کی ہو۔ اس سے تقریر ہر جگہ مقبول ہو جائیں گی۔

سیرت نبوی کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔ اور دفتر اخب منادی دہلی سے مل جائے گی۔ مسلمانوں کو بھی یہ کتاب ضرور پڑھنی چا عورتوں اور بچوں کی فہم کے قابل ہے۔

هوالکل

یامعین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہونیوالے

یک جن کی نعت

ی زبان میں اصل نعتیہ قصیدہ اور ترجمہ اردو اسکے ساتھ

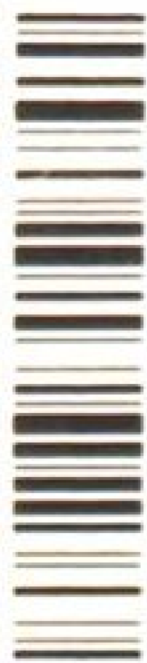
حسن نظامی دہلوی نے

یع الثانی سنہ ۱۳۴۶ھ مطابق اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ء میں

شائع کیا

مطبع دلی پرنٹنگ ورکس دہلی

قیمت ۳ر



۷۸۶

ایک جن کی نعت شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذیل میں ایک مسلمان جن کی نعت درج کی جاتی ہے۔ جو عربی زبان میں ہے اور اس کا اُردو ترجمہ بھی لکھدیا گیا ہے۔ جن عالم کے ذریعہ یہ نعت شریف مجھے ملی ہے۔ اُن کی تحریر بھی نعت کے شروع میں درج کردی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ کے شاہی کتب خانہ میں یہ نعتیہ قصیدہ موجود تھا۔ اور وہاں سے اسکی نقل حاصل کی گئی ہے۔

ناظرین کو معلوم ہے کہ قسطنطنیہ کے شاہی کتب خانہ میں بہت سے نایاب اسلامی تبرکات ہیں۔ اور وہ قرآن شریف بھی ہے جو حضرت عثمان غنی رضؓ اپنی شہادت کے وقت پڑھ رہے تھے اور جس پر اُن کا خون گرا تھا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص تبرکات بھی ہیں۔ اور خلفائے اربعہ اور نامور اصحاب کرامؓ کی یادگاریں بھی ہیں۔ پس اگر یہ قصیدہ وہاں کے کتب خانہ میں موجود ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے۔ جو مولینا صاحب اس قصیدہ کو وہاں سے لائے انہوں نے اسکو ہندوستان میں لاکر چھپوادیا۔ اور اس تمام روایت کو بھی اس میں درج کردیا کہ یہ قصیدہ کہاں سے لایا گیا۔ اور وہ مطبوعہ قصیدہ نواب واجد علی خاں صاحب رئیس ریاست بڑھاسی ضلع بلندشہر کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اور وہاں سے

میں نے یہ قصیدہ تبلیغی فنڈ سے شائع کر دیا۔ امید ہے کہ سب رفیق اور وہ مسلمان جو وجود جنات پر یقین رکھتے ہیں مسلمان جن کی اس نعت کو خاص شوق اور توجہ سے پڑھیں گے۔ والسّلام

حسن نظامی

دہلی - ۱۷ر ربیع الاول سنہ ۱۳۴۶ھ

۱۳ر ستمبر سنہ ۱۹۲۷ء



پیشکش

جو خاص جلوے تھے عشاق کی نظر کے لیئے

وہ عام کردیئے ہمنے جہان بھر کے لیئے

قصیدۂ جنّیہ ایک عجیب غریب قصیدہ ہے۔ بلاشک عربی قصائد میں بالکل ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ خالص عربی ذوق کا بہترین نمونہ ہے۔ بعض استعارات و تشبیہات ایسی ہیں کہ اُن کی مثال عربی قصائد میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ ادبی نقطۂ نظر سے یہ قصیدہ ایک بے مثل تحفہ ہے۔ عربی اشعار کے نیچے جو کچھ لکھا گیا ہے وہ درحقیقت ترجمہ ہی ہے۔ اپنی طرف سے زائد عبارت آرائی نہیں ہے۔ اس بات کے سمجھ لینے پر قصیدہ کی شان کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ اُس کے ایک ایک لفظ میں کیسے کیسے لطیف استعارات اور دلچسپ خیالات بھرے ہوئے ہیں۔

یہ قصیدہ کہاں سے آیا۔ مختصراً بیان کردینا ضروری ہے۔ نواب واجد علی خاں صاحب رئیس ریاست بوڑھانسی ضلع بلندشہر کے کتب خانہ میں ایک کتاب "الحالۃ الفرانتیۃ الانسیۃ شرح القصیدۃ الجنیۃ" ہے جس میں یہ قصیدہ درج ہے۔ قصیدہ کے متعلق اُسی کتاب میں بتایا گیا ہے کہ حضرت مولانا سید احمد علی صاحب زمانوی[1] نے اپنے سفر حج کے موقع پر یہ قصیدہ قسطنطنیہ کے شاہی کتب خانہ میں دیکھا۔ چونکہ پہلے بھی

---

[1] یعنی غازی پور زمنیہ کے رہنے والے - ۱۲

وہ اس کی شہرت سُن چکے تھے۔ اس لیئے اُنہوں نے اس قصیدہ کی ایک نقل حاصل کر لی اور ہندوستان پہنچکر [illegible] میں چھپوایا اور یہی مطبوعہ کاپی بوڑھانسی کے کتبخانہ میں ہے۔

اس قصیدہ کے متعلق یہ بھی اُسی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ یہ قصیدہ قوم جنات میں سے ایک بزرگ جن کا ہے۔ جن کا نام حضرت عمرؓ تھا۔ اور وہ حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحابہ کرام میں سے تھے۔

قصیدہ اپنی طرز میں بالکل نرالا ہے۔ پڑھنے اور سننے والوں کو عجیب لطف آتا ہے۔ نہ سمجھنے والا بھی سُنکر ایک بار تو محوِ حیرت ہو جاتا ہے۔

میں یہ قصیدہ اپنے محترم حضرت خواجہ حسن نظامی کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور اس کی اشاعت کو ایک قابل یادگار اور مفید خدمت سمجھتا ہوں۔

خادم

عبدالرحمٰن چشتیؒ۔ بوڑھانسوی

مقیم دہلی۔ قرول باغ

قصیدۂ جنّیہ

أَشَجَاكَ تَشَتُّتُ شُعَبِ الْحَيِّ
أَفَأَنْتَ لَهُ أَرِقٌ وَصِبٌ

اے عاشقِ زار! تجھے کیا ہوا۔ تیرے معشوق کا قبیلہ متفرق ہو گیا۔ کیا اسی غم میں تو گھلا جاتا ہے؟ کیا اسی فکر میں تیری نیند حرام ہے؟ کیا اسی رنج میں تو بیمار ہے۔

أَمْ هُمْ شَحَطُوْا أَوْ نَاؤُا فَهُمْ
كُمُشُ الْحَزَائِقِهُمْ نُخُبُ

کیا وہ بچھڑ گئے اور دور نکل گئے؟ وہ قدم بڑھائے جلدی جلدی بھاگے جا رہے ہیں۔ وہ اپنے گروہ کے لیے نوحہ کناں ہیں۔

فَظَلَلْتَ لِبَيْنِهِمْ أَلِمًا
تَنْهَلُّ دُمُوْعُكَ تَنْسَكِبُ

تو اُن کی جدائی میں سراپا الم ہو گیا ہے۔ تیری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی

سیلاب اشک جاری ہے۔

یُھَوِّیْ بِعُرُوْشِہِمْ اُفُنٌ
رُفُصٌ نُحُضٌ نُھُضٌ غُلُبٌ

اُن کی چار پائیوں کو ایسی تیز رو اونٹنیاں اُڑائے لیے جارہی ہیں جو ہنکا گئے کے جوش میں اپنے بچوں کو بھی چھوڑ گئی ہیں۔ وہ خوب موٹی تازی ہیں۔ کوچ کرتے رہنا اُن کی معمولی عادت ہے۔ جو راستہ پر چھائی رہتی ہیں۔ سواری یا بوجھ سے مغلوب نہیں ہوتی ہیں۔

قُصُلٌ۔ قُوْدٌ۔ اُفُدٌ۔ سُدُدٌ
رُسُلٌ۔ نُجُلٌ۔ حُسُمٌ۔ نُجُبٌ

وہ اونٹنیاں ہمیشہ ٹھیک ٹھیک راستہ چلنے والی ہیں۔ سوار کو کھینچ کر لیجانے والی ہیں بہت دوڑنے والی ہیں۔ درست، اور عمدہ چال چلنے والی ہیں۔ سیدھی راہ لے چلنے والی ہیں۔ غالب اور جلد باز ہیں۔ چالاک۔ تیز قدم اور خوش رفتار ہیں۔ ستونوں کی مانند بلند اور مضبوط ہیں۔

عُجُجٌ۔ ثُجُجٌ۔ لُجُجٌ۔ ضُجُجٌ
نُجُجٌ۔ مُرُجٌ۔ نُعُجٌ۔ ذُھُبٌ

وہ اونٹنیاں بہت بلبلاتی ہوئی چلتی ہیں۔ چال ایسی زوردار اور تیز ہے کہ گویا زمین کو کاٹتی ہوئی جارہی ہیں۔ یا گویا سمندر کی موجیں اُمڈی چلی آرہی ہیں۔ وہ فریاد و شور کرتی ہوئی

جاتی ہیں وہ مستوں کی طرح جھوم رہی ہیں۔ ٹھیک راہ پہ چلتی ہیں۔ نربہ ہیں۔ تیز رفتار ہیں۔ ایک عجیب ہنگامہ اور چل چلاؤ لگا رکھا ہے۔

اَمْ هُمْ سَارُوْ بِہِمْ سَاکَنُ مَا

مَاکُنْتَ بِاَوَّلِ مَنْ غَضِبُوْا

کیا وہ قافلہ والے ایسی اونٹنیوں کو لیکر چلتے ہوئے جو قابل دید خوبصورت موتیں تھیں؟ اے عاشق غمگین! تو ہی وہ پہلا شخص نہیں جس پہ انہوں نے غضب ڈھایا ہو۔ تجھ سے بہت ہیں جن پر یہ ظالم پہلے ستم توڑ چکے ہیں۔

اَدْرَوْا نَسَبُوْ ذِهْنِیْ وَهُمْ

بِضَائِعِهِمْ وُزُرُحُوْبْ

انہوں نے مجھے بیمار کردیا۔ میری ذہنیت کو اسیر کرلیا۔ وہ اپنی کارگزاریوں کے باعث نہایت بڑے بڑے بوجھ اُٹھانے والے اور عاشق کو ہلاک کرنیوالے ہیں۔

فُفَظُ غُلُظُ نُلُظُ کُظُظُ

بُدُ دُ جُدُ دُ خُدُ دُطُلُبْ

وہ اہل قافلہ سخت گو ہیں۔ سخت دل ہیں۔ جلد باز ہیں۔ سخت خو ہیں۔ پریشان کن ہیں لاابالی ہیں۔ کوچ کرنے میں زمین کو پھاڑنے والے ہیں اور منزل مقصود کو چاہنے والے ہیں ان کی حالت گویا اس شعر کے مطابق ہے ؎

دست از طلب ندارم تا کام من برآید | یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید

عُجُلٌ وُجُلٌ مُلُلٌ فُلُلٌ

عُلُلٌ حُلُلٌ شُغُلٌ نُعُبٌ

میرے محبوب کو لیجانے والے لوگ نہایت جلد باز ہیں - ایسے بھاگے جا رہے ہیں جیسے کوئی خوف زدہ بھاگتا ہو - وہ بہت ہی ملال دینے والے اور دل توڑنے والے ہیں - تیز رفتاری کے بیمار ہیں - ایسے جا رہے ہیں گویا زمین میں حلول کیے جاتے ہیں - بہت ہی چلنے والے ہیں سخت تیز رو ہیں -

شُطُطٌ عُطُطٌ حُطُطٌ مُطُطٌ

فُرُطٌ نُخُطٌ قُنُطٌ هُرُبٌ

قافلہ کو لیجانے والی اونٹنیاں موٹے کوہان والی ہیں - نہایت دلیر ہیں - اپنی مہار کو بھی پھیرنے والی ہیں - بہت ہی ناک بھوں چڑھانے والی ہیں - ظالم وجفا کار ہیں - سوار کو جھڑک دینے والی اور ناامید کرنے والی ہیں - اپنی رو میں بھاگی جاتی ہیں -

فُصُصٌ خُصُصٌ غُصُصٌ نُصُصٌ

لُصُصٌ دُلُصٌ نُكُصٌ تُطُبٌ

قافلہ والے اونٹنیوں پر ایسے جمے بیٹھے ہیں جیسے انگوٹھیوں پر نگینے جڑے ہوئے ہوتے ہیں - تیز رفتاری کے معاملہ میں مخصوص ہیں - نہایت غضبناک ہیں - سواریوں کو خوب چلانے والے ہیں گویا چوروں کی طرح لے بھاگنے والے ہیں - ان کی زرہیں چمکتی ہیں - وہ چلنے میں ایسے سرمست ہیں کہ عہد وصال بھی توڑ ڈالتے ہیں - وہ

سردار ہیں - غلام نہیں -

قُلُصٌ حُدِجَتْ لِتَرَحُّلِهِمْ

بِمَقِيلِ مَجَالِسِهَا حُلُبُ

اُن کی اونٹنیوں پر کوچ کے لیے کجاوے کس دیے گئے . وہ اونٹنیاں اپنی آرامگاہ میں دودھ لی گئی ہیں تاکہ چلنے میں ہلکی رہیں -

خُرُقٌ شُرُقٌ طُرُقٌ عُتُقٌ

نُمُكٌ بُتُكٌ بُوكٌ سُلُبُ

وہ اونٹنیاں راستہ کو پھاڑتی چیرتی یوں چلی جاتی ہیں جیسے آفتاب مشرق سے سر نکالکر جلد جلد چلا آتا ہو - وہ اونٹنیاں راتوں رات چلتی ہیں - وہ بالکل آزاد رو ہیں - اُن کے کوہان پہاڑ کی چوٹیوں کے مانند بلند ہیں - وہ راستے کو ایسے طے کرتی جاتی ہیں کہ گویا زمین اُن کے پاؤں کے نیچے سے پیچھے کو بھاگی جارہی ہے وہ موٹی تازی ہیں - ایسی بے تحاشا بھاگی جاتی ہیں کہ گویا اُن کے بچے مرگئے ہیں اور وہ اُن کی طرف دوڑ رہی ہیں -

هُفُفٌ رُفُفٌ شُفُفٌ قُضُفٌ

نُخُفٌ عُجُفٌ صُدُفٌ كُوبُ

وہ تیز رو ہیں گویا اپنی چال سے ساری زمین کو گھیرے ہوئے ہیں - وہ ہوا کے سمندر میں ایسی بہ رہی ہیں جیسے دریا کی دھار پر کشتی - وہ بارش کے ساتھ آنے والی ہواؤں کی

طرح جلتی ہیں۔ لدھر گوشت کی نہیں ہیں۔ چلنے میں ایسی دھن کی لگی ہیں کہ کھانا پینا بھی بھول جاتی ہیں نہایت دراز قد اور اونچی ہیں چلتے چلتے بد حال ہو گئی ہیں۔

قُوبٌ شُسُبٌ دُبُبٌ عُبُبٌ

قُطْبٌ وُطُبٌ نُعُبٌ نُقُبٌ

پھر بھی ایسی چل رہی ہیں کہ گویا اپنی ٹھوکروں سے زمین کھود ڈالیں گی۔ مست شباب ہیں۔ رہوار ہیں۔ اچھلتے ہوئے پانی کی طرح کودتی ہوئی چلی جا رہی ہیں۔ باوجود ایسے خشک ہیں چالاک ہیں پھرتی کرنیوالی ہیں۔ ایسی چلتی ہیں کہ گویا زمین میں سوراخ کردینگی

فَكَأَنَّ رِحَالَهُمْ طَلَعٌ

فِي اللُّجِّ مُحَلِّقُوْ قُسُبٌ

اُن اونٹنیوں کے کجاوا گویا ایک گابھا ہے جو سمندر میں ایک تیز چلنے والی بھنور کے اندر چکر کھاتا ہوا چلا جا رہا ہے۔

يَهْوِيْنَ بِهِمْ فِي الْآلِ مَعًا

وَالرِّيْحُ مُعْصِفَةٌ جُوبٌ

وہ اپنے سواروں کو عرفات کے پہاڑ (آلّ) میں تند و تیز ہوا کی مانند اُڑائے لیے چلی جاتی ہیں۔

أَوْ نَخْلُ خَلِيْجٍ هَاجَ لَهُ

نُسُوٌ مُتَعَصِّفَتٌ نُكُبٌ

یا یوں خیال کیجیے" کہ وہ اونٹنیاں اُس درخت کے مانند ہیں جو سمندر کی خلیج میں واقع ہو اور سخت ہوا کے جھونکوں سے جھوم رہا ہو۔ وہ بگولے کی مانند اُڑی چلی جاتی ہیں۔

سُهُمٌ وُسُمٌ جُسُمٌ رُسُمٌ

سُلُسٌ شُمُسٌ هُمُسٌ أُدُبٌ

وہ اونٹنیاں ہرن کے بچوں کے مانند چھلانگیں مارتی ہیں۔ خوبصورت ہیں۔ عمدہ جسم والی ہیں۔ زمین پر نشان کرتی ہوئی چلتی ہیں۔ قطاریں ہر ایک ایسی ہے جیسے موتیوں کی لڑی کی پوت۔ آفتاب کی طرح روشن ہیں۔ نرم آواز ہیں باادب اور شائستہ ہیں۔

صُحُتٌ هُفُتٌ خُفُتٌ هُرُتٌ

بُنُتٌ شُنُتٌ عُنُتٌ سُكُبٌ

خاموش ہیں بہتے دریا کے مانند حبیب جاب چلی جاتی ہیں۔ موسلا دھار بارش کے مانند بلندی سے اُترتی ہیں۔ اُس ابر کی مانند ہلکی پھلکی جا رہی ہیں جو پانی سے خالی ہو اور اُسے ہوا اُڑائے لیے جا رہی ہو۔ لمبے لمبے قدم رکھتی ہیں۔ ہری ہری گھاس کے مانند تروتازہ ہیں۔ چوڑی چکلی پھیلی ہوئی ہیں۔ بڑی مشقت برداشت کرنے والی ہیں۔

خُشُتٌ بُثُتٌ غُثُتٌ رُغُثٌ
وُعُثٌ دُمُثٌ رُمُثٌ وُثُبٌ

سیلاب کی طرح سے اُمڈی ہوئی چلی آتی ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک مستقل ہے۔ ہلکی پھلکی ہے وزن کے بوجھ سے بھی خالی ہے۔ گڑیوں کی طرح خوبصورت ہیں۔ ستون کی طرح مضبوط اور بلند ہیں۔ بڑی بھاری کشتی کی طرح کٹ رہے ہیں۔ گویا تخت یا فرش اُڑے چلے جا رہے ہیں۔

فَتَعَدَّ وَدَعْ ذِكْرًا لَهُمُ
بَلْ كَيْفَ وَأَنْتَ بِهِمْ نَصِبٌ

(اب یہاں سے صاحبِ قصیدہ گریز کر کے نعت حبیبِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہتا ہے)

ہٹو اور ان اونٹنیوں اور اونٹنی والوں کا ذکر چھوڑو۔ اے دل تجھے کیا ہو گیا تو کیوں ان کے مارے دُکھی ہے۔

وَارْحَلْ قُلُصًا يَقْدِمْنَ عَلَى
رَؤُفٍ فَتُزَاحُ بِهِ الْكُرَبُ

تو بھی اونٹنیوں کو کوچ کے لیئے ہانک تاکہ وہ اُس دلبرِ دلنواز کے قدموں میں جا پہنچیں۔ وہ جس کے ذریعہ سب دُکھ درد مٹ جاتے ہیں۔

فَالْخَلْقُ اِلَیْہِ جَمًّا عَنْھُمْ
تُحْدٰی بِھِمْ قُسُمٌ نُجُبٌ

تمام مخلوق کے لوگ گروہ گروہ جس کی طرف چلے جا رہے ہیں اور ایسی اونٹنیوں کو حدی پڑھتے ہوئے لیے جاتے ہیں جو چوڑے سینے والی اور منتخب ہیں۔

لُسُزُلُغُزُنُسُزُنُھُنُ
جُمُزُحُضُزُضُمُزُسُزُبُ

وہ اونٹنیاں جن کا سینہ گوشت سے بھرا ہوا ہے چوہے کے بلوں کے مانند جیسے راستہ کو وہ باآسانی طے کر رہی ہیں فربہ اور قوی ہیں۔ جوش رفتار میں گویا سینہ کے بل چلی جا رہی ہیں بہت جلد جلد قدم اٹھاتی ہیں مجسم رفتار ہیں۔ وہ اس پہاڑ کی مانند ہیں جو گرد وغبار سے صاف ہو تازہ شاخ کی مانند بارونق ہیں۔

شُنُخٌ رُخُخٌ مُخُخٌ دُخُخٌ
فُنُخٌ شُمُخٌ جُرُخٌ ھُلُبٌ

قد آور ہیں مضبوط ہیں قوت سے بھری ہوئی ہیں۔ سیاہ اور بھوری ہیں خشمناک ہیں۔ بلند قد ہیں۔ سیلاب رواں ہیں۔ بڑے بڑے بال والی ہیں۔

ھُشُشٌ خُشُشٌ عُشُشٌ فُشُشٌ
خُدُشٌ غُمُشٌ بُرُشٌ عُتُبٌ

مشاش بشاش ہیں نکیل اور خورجیوں والی ہیں۔ جلد باز ہیں۔ دودھ دوہی ہوئی ہیں
چلنے میں زمین کے اندر خراش پیدا کرنے والی ہیں۔ کسی مہارے کی محتاج نہیں ہیں
رنگا رنگ ہیں۔ سراپا ناز ہیں۔

بُعُعٌ کُنُعٌ وُقُعٌ صُمُعٌ
قُطُعٌ کُسُعٌ طُمُعٌ اُلُبٌ

جہاز کے مانند سامان سے بھری ہوئی چلی جارہی ہیں۔ ستارے کی طرح غروب
ہوتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ جنگ آزمودہ ہیں۔ چھوٹے کان والی ہیں۔ جلد جلد مسافت
طے کرنے والی ہیں۔ سفر کی بہت ہی شائق ہیں۔ ہمہ تن رفتار ہیں۔

تَاَنَّخْ بِنَبِيِّ اللهِ الْخَلْقِ
اَتَتْ بِفَضَائِلِهِ الْكُتُبُ

ٹھہر ٹھہر اے مسافر! ٹھہر قافلہ کے اونٹوں کو بٹھا دے اور پیغمبر خداوند عالم
کی خدمت میں حاضر ہو جس کے فضائل میں بہت سی کتابیں آئی ہیں۔

لِنَبِيِّ هُدًى وَنَسِيجِ تُقًى
فَبِذَاكَ تَدِيْنُ لَهُ الْعَرَبُ

وہ جو ہدایت کرنے والا نبی ہے جس کا جامۂ وجود سراسر تقویٰ کے تاروں سے بنا ہوا ہے جبھی تو
سارا عرب اس کے دین کا جان نثار اور اس کے نام کا فدا کار
ہے۔

مُحَمَّدِ الْمَبْعُوْثِ وَذِی الْخَیْرَاتِ
مَنَازِلُہٗ الرُّحُبٗ

وہ محمد جو خدا کی طرف سے مبعوث ہے تمام خوبیوں کا مالک ہے جس کے مراتب ومدارج نہایت ہی بلند اور وسیع ہیں۔

وَالْحَوْضُ لَہُ الرُّکْنُ مَعًا
وَالْبَیْتُ دَمَکَّۃُ وَالْحُجُبُ

حوض کوثر بھی اُس کا ہے مکہ رکن و مقام کعبہ اور اُس کے پردے ان سب کا وہی مالک ہے۔

نَصْرًا ھُزِمَ الْاَحْزَابُ لَہٗ
فَتَمَامُ صَنَائِعِہِ الرُّغُبٗ

اُسی کی مدد کے لئے تمام قوموں کے جتھے پسپا کر دیے گئے۔ اُس محبوب کے سارے کام پیارے ہیں۔

فَھَدَیْتَ فَاَنْتَ جَلَوْتَ عَمًا
وَاَضَاءَ یَدَاكَ لَنَا السَّبَبٗ

اے ہمارے محبوب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم! تو نے ہدایت کر کے اندھوں

کی آنکھیں کھول دیں اسی لیے حقیقت اور کامیابی کے راستے روشن ہوئے۔ دروازے کھل گئے۔

وَاِلَیْکَ مُحَمَّدُ اِنْبَعَثَتْ

جُوْنٌ بِاَخْشَتِهَا تَبُوْا

اے میرے پیارے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم! تیری ہی خدمت میں اونٹنیاں مع اپنی نکیل اور خورجیوں کے باادب بیٹھی ہوئی ہیں۔

وَاِلَیْکَ رَحَلْتُ مَعَاقَ اُوْلِی

كُتُبِ وَمَعَاشِرَ قَدْ ذَهَبُوْا

اے میرے آقا! میں بھی حاضر دربار ہوا ہوں اے مولا! تو تمام گزشتہ کتب و ہدایت والوں کا سرتاج ہے۔

لِتَجُوْدَ عَلَیَّ فَتُعْطِیَنِیْ

بِشَرَائِعَ لَیْسَ لَهَا ثُلُبُ

اے میرے داتا! میں حاضر خدمت ہوا ہوں کہ تو مجھے اپنی عنایت سے بے عیب شریعت عطا کردے۔

فَاللّٰهُ هَدَاكَ وَاَنْتَ هَدَیْتَ

فَدَلَّ لِمِلَّتِكَ النُّصُبُ

خدا نے تجھے ہدایت دی ہے اور تو سب کا ہادی ہے۔ تیرے دین کے آگے تمام بُت سرنگوں ہو گئے ہیں۔

فَصَلٰوۃُ اللّٰہِ الْخَلْقِ عَلَیْکَ
وَجَادَ فَمَلَّکَتِ السَّکَبُ

تجھ پر خداوند عالم کا درود و سلام۔ اور تیرے روضۂ مبارک پر رحمتِ الٰہی کی موسلا دھار بارش ہو۔



اس قصیدے کے فائدے

چونکہ یہ مسلم بات ہے کہ یہ نعتیہ قصیدہ ایک جن کا لکھا ہوا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھا اور جس نے خود آنحضرتؐ کے سامنے اسلام قبول کیا تھا اور چونکہ یہ قصیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں لکھا گیا ہے اس واسطے میرا خیال ہے کہ اس کے پڑھنے والے کئی قسم کے فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔

تبلیغی فائدہ تبلیغی فائدہ تو اس قصیدہ سے یہ ہو سکتا ہے کہ عربی مدرسوں کے طالبعلم اس قصیدہ کو حفظ یاد کریں اور مخالف اسلام اقوام کو سنائیں۔ خدا نے چاہا محض اس قصیدہ کی برکت سے بہت سے غیر مسلم اسلام قبول کریں گے۔

حیوانوں کی بیماریوں میں کام لو چونکہ اس قصیدہ میں اہل عرب کے رواج کے موافق اونٹوں اور اونٹنیوں

کا بہت ذکر آیا ہے اس واسطے میرا خیال ہے کہ اگر یہ قصیدہ حیوانوں یعنی اونٹوں اور بکریوں اور گائے بھینس اور مرغیوں اور گھوڑوں وغیرہ کی بیماریوں میں استعمال کیا جائے تو یقیناً اس سے فائدہ پہنچے گا۔

میری رائے یہ ہے کہ عامل لوگ یہ قصیدہ پڑھ کر پانی پر دم کردیں اور وہ پانی بیمار جانوروں کو پلایا جائے اور ان کے اوپر بھی ڈالا جائے تو کیا عجب ہے کہ اُن کی بیماریاں دور ہو جائیں۔

قصیدۂ بردہ بھی ایک نعتیہ قصیدہ ہے اور محض اس وجہ سے کہ اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف ہے اور ایک خاص محبت کے جذبہ سے لکھا گیا ہے اس واسطے ہزاروں لاکھوں آدمی اس قصیدہ کے عامل ہیں اور انسان کے مختلف مقاصد کے فائدہ کے لیئے قصیدۂ بردہ کو پڑھتے ہیں۔ حالانکہ جب قصیدۂ بردہ لکھا گیا تھا اُس وقت یہ کسی کو خیال بھی نہ تھا کہ قصیدہ کسی زمانہ میں ایک عمل بن جائیگا۔ یہاں تک کہ میرا خیال ہے کہ قصیدہ لکھنے والے بزرگ کو بھی یہ توقع نہ ہوگی کہ اُن کا قصیدہ کسی زمانہ میں ایسا پرتاثیر مانا جائے گا کہ لوگ اپنی بیماریوں اور مصیبتوں میں اس کو پڑھکر اس کے ذریعہ حل مشکلات کیا کریں گے۔

یہ قصیدہ بھی اسی قسم کا ہے بلکہ قصیدۂ بردہ کے مصنف کو یہ خصوصیت حاصل نہیں تھی۔ کیونکہ قصیدۂ بردہ کے مصنف نہ قوم جنات میں تھے اور نہ رسول اللہ کے صحابی تھے اور نہ رسول اللہ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے۔ اس واسطے قصیدۂ جنیہ کی تاثیرات میں سمجھتا ہوں بعض کاموں میں قصیدۂ بردہ سے بھی بڑھ جائیں گی کیونکہ یہ قصیدہ ایک جن کا لکھا ہوا ہے جو رسول اللہ کے صحابی تھے اور رسول اللہ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے۔ لہذا کوئی وجہ نہیں کہ قصیدۂ جنیہ کے پڑھنے اور عمل میں لانے سے وہ نتائج پیدا نہوں جو قصیدۂ بردہ کے پڑھنے اور عمل میں لانے سے پیدا ہوتے ہیں۔

فن جفر اور فن اعداد وحروف کے جاننے والے سمجھ سکتے ہیں کہ اس قصیدہ کے

الفاظ خاص قسم کے ہیں اور اکثر الفاظ مشترک اور متحد حروف سے بنائے گئے ہیں اور ضرور ان الفاظ میں جفر اور علم الاعداد اور علم الحروف کے اسرار پوشیدہ ہونے چاہئیں۔ میں نے شروع کے دیباچہ میں بھی اشارتاً یہ بات لکھی تھی کہ اس قصیدے میں عجیب قسم کے ہمشکل الفاظ جمع کیے گئے ہیں۔ لیکن جب میں نے دو چار دفعہ اس قصیدہ کو پڑھا تو میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ ہمشکل الفاظ کا جمع کرنا محض انشاپردازی اور نعت دانی کا کمال دکھانے کے لیے نہیں ہے بلکہ اس کے اندر علم الاعداد اور علم الحروف کے کچھ رموز بھی مخفی ہیں۔

آسیب زدہ لوگوں کا علاج

اور یہ خیال تو میرا پوری طرح مستحکم ہے کہ جن عورتوں اور مردوں پر کسی جن یا آسیب یا بھوت پریت کا خلل ہو اُن کے لیے یہ قصیدہ بہت ہی مفید ہوگا اور میرا یہ خیال بے دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ اگر واقعی کسی عورت مرد پر جن کا سایہ ہو اور وہ جن گزشتہ زمانہ کے متبرک اور صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کا لکھا ہوا قصیدہ سُنے تو لازمی طور سے اُس تکلیف دینے والے جن اور آسیب پر اس کا اثر ہوگا اور وہ جن اور آسیب آزاردہی سے باز آجائیگا۔

بھوت پریت چڑیل وغیرہ خبیث اثرات تو اس قصیدہ سے یقینی طور پر دور ہو جائیں گے کیونکہ یہ قصیدہ ایک نہایت برگزیدہ اور صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لکھا ہوا ہے اور کیا عجب ہے کہ اُس جن نے یہ قصیدہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا بھی ہو۔ اس واسطے اس قصیدہ کے الفاظ میں ایک قدرتی اثر اور برکت کا پیدا ہو جانا خلاف عقل نہیں ہے۔ اور ایسی زبردست تاثیر کے قصیدہ کے سامنے معمولی بھوت پریت چڑیل وغیرہ کا باقی رہنا قطعی ناممکن ہے۔

عامل لوگ توجہ کریں

مجھے عملیات کے فن سے پُرانا تعلق ہے۔ اگرچہ میں کوئی بڑا یا کامیاب عامل نہیں ہوں لیکن جو کچھ

تھوڑی بہت واقفیت مجھے فن اعمال سے ہے اُس کا لحاظ کر کے میں کہہ سکتا ہوں کہ اس قصیدۂ جنیہ میں مجکو کئی باتیں ایسی معلوم ہوتی ہیں جن کی طرف اہل کمال عامل اگر توجہ کرینگے تو وہ اس قصیدے کے اندرونی اثرات سے واقف ہوجائینگے اس واسطے میں ہندوستان کے تمام عامل حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس قصیدہ کو اپنے فن کے اصول سے دیکھیں اور اندازہ لگائیں کہ آیا میرا یہ قیاس درست ہے یا نہیں۔

مجھے اپنے اس خیال پر زیادہ اصرار نہیں ہے کہ اس قصیدہ میں ضرور کچھ اندرونی چیزیں مخفی ہیں یا یہ قصیدہ جانوروں کی بیماریوں اور آسیب زدہ لوگوں کو یقینی طور سے مفید ہوگا۔

میں نے تو محض اپنا ذاتی خیال ظاہر کیا ہے۔ اس کے بعد عامل حضرات غور کر سکتے ہیں کہ میرا یہ قیاس درست ہے یا نہیں۔ اگر اُن کی رائے میں میرا یہ قیاس درست ہو اور وہ اس قصیدہ کو مذکورہ فائدوں کے لیے کارآمد سمجھتے ہوں تو مجکو بھی مطلع کریں اور اس قصیدہ سے مفاد عامہ کا کام لیں اور وہی حضرات ٹھیک طور سے بتا سکیں گے کہ کیونکر فائدہ اُٹھایا جائے۔ اور کیا طریقہ اس قصیدہ کے استعمال کا ہو۔

توہمات سے آزادی میں جانتا ہوں کہ عملیات اور جنات اور بھوت پریت کا اعتقاد زیادہ تر اُن لوگوں کو ہوتا ہے جو کم علمی یا بے علمی کے سبب توہمات میں مبتلا ہوتے ہیں اور بعض دھوکے باز نباوٹی عامل ایسے توہم پرست لوگوں کو راتدن لوٹتے رہتے ہیں اور یہ توہم پرست لوگ عموماً اپنے بیماروں کا طبی علاج نہیں کرتے اور بیماریوں کو آسیب یا جن یا اوپری خلل سمجھکر تعویذ گنڈے کراتے رہتے ہیں اور اسی طرح بہت سے بچوں اور بڑوں کی قبل از وقت جان جاتی رہتی ہے۔ اس واسطے میں نہیں چاہتا کہ کوئی بات توہمات کو بڑھانے والی میری قلم سے نکلے۔ اور اس قصیدہ کی نسبت میرا یہ لکھنا کہ اس کے اندر

ممکن ہے کہ کچھ اندرونی تاثیرات پوشیدہ ہوں تو ہمات بڑھانے کے لئے ہرگز نہیں ہے۔ نہ میں اس خیال کے پیش کرنے سے اس قصیدہ کو ہر دلعزیز بنانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہ قصیدہ محض ۳۰ رکا ہے اور ۳۰ ر میں اتنا فائدہ مجھکو نہیں ہوسکتا جس کی طمع میں میں لوگوں کا نقصان چاہوں اور نقصان کراؤں۔ میں نے تو یہ خیال محض فن اعمال اور مفاد عامّہ کی وجہ سے ظاہر کیا ہے اور چونکہ میں عملیات کی تاثیر کا قائل ہوں اور جفر اور علم الاعداد اور علم الحروف کو بھی ٹھیک سمجھتا ہوں۔ اس واسطے محض اس اعتراض کے سبب کہ لوگ مجھے توہمات پیدا کرنیوالا کہیں گے ایک ایسی چیز سے قطع نظر نہیں کرسکتا جس کو خود میرا ضمیر فن اعمال کے لئے مفید اور کارآمد سمجھتا ہو۔

امید ہے کہ میں نے جو کچھ اس قصیدہ کی نسبت لکھا وہ اُسی نیت سے پڑھا جائے گا جو نیت اس عبارت کے لکھتے وقت میرے اندر تھی تاکہ خدا کی مخلوق اس قصیدہ سے گمراہ نہ ہو بلکہ کچھ فائدہ اُٹھائے۔

حسن نظامی

درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ دہلی
یکم ربیع الثانی ۱۳۴۶ سنہ ہجری

تسخیر مہر و قہر

یعنی

اعمال حزب البحر

حزب البحر ایک مشہور دعا ہے۔ عربی زبان میں ہے۔ اور سینکڑوں برس سے لاکھوں عامل اس دعا کو بطور عمل کے پڑھا کرتے ہیں اور بے شمار بندگانِ خدا کو حزب البحر کے عمل سے فائدے پہنچے ہیں۔

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کو بھی اس دعا کے بہت سے اعمال مختلف مشایخ ہندوستان و مصر و فلسطین و شام و حجاز سے حاصل ہوئے تھے۔ اور انہوں نے وہ تمام اعمال مفاد عامہ کی نیت سے ایک کتاب میں درج کر دیئے ہیں۔ اور ان اعمال کے کرنے کی عام اجازت دیدی ہے لہذا

جو شخص اعمال حزب البحر سے فائدہ اُٹھانا چاہے

وہ یہ کتاب فوراً منگا لے

اصل دعا عربی زبان میں ہے۔ مگر اُسکا اُردو زبان میں مفہوم بھی لکھدیا گیا ہے۔ اور عمل کرنے کے سب طریقے بھی اُردو زبان میں لکھے گئے ہیں۔ قیمت دس آنے (۱۰/)

ملنے کا پتہ:- **اینجی کارکن حلقہ مشایخ بکڈپو دہلی**

مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی تصانیف

فاطمی دعوتِ اسلام ضخامت ۲۴۰ صفحے۔ لکھائی۔ چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ یہ کتاب اشاعت اسلام کی تاریخ اور طریقوں کی نسبت اُردو زبان کیا سب زبانوں میں سب سے پہلی کتاب ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ہر مسلمان داعی اسلام بن سکتا ہے۔ قیمت تین روپیے۔ جو لوگ تبلیغی کام کرنے کا یقین دلائیں اُن سے قیمت ؏

ذکرِ غوث پاکؓ محفلنامہ گیارھویں شریف حضور غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضؓ کی مفصل سوانح عمری اور گیارھویں شریف کی محفلوں میں پڑھنے کے لیے سب سے زیادہ معتبر کتاب نظم اور نثر سے آراستہ ۸۸ صفحے۔ کاغذ چھپائی اعلیٰ درجہ کی۔ قیمت ۱۲؍

امام الزمان کی آمد ۸۰ صفحہ کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا۔ تین بار چھپی ہے۔ تیسرے ایڈیشن میں کئی نایاب مضامین کا اضافہ ہوا ہے۔ اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:۔ شیخ سنوسی کے پانچوں رسالوں کا خلاصہ۔ دنیا میں کیا کیا انقلابات آنے والے ہیں؟ ایک انگریز کی پیشین گوئیوں کا خلاصہ کہ یورپ بھی امام الزمان کو قبول کرلیگا۔ اور یہ پیشنگوئی کہ دنیا میں ایک نئی سلطنت ظاہر ہونے والی ہے جو سب حکومتوں پر غالب آجائیگی۔ سب سے بڑا اضافہ یہ ہوا ہے کہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام نایاب قصائد اس کتاب میں درج کردیے گئے ہیں اور موجودہ بادشاہ افغانستان غازی امیر امان اللہ خان کے وہ حالات لکھے گئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غازی موصوف ہی اسلام کے وہ تاجدار ہونے والے ہیں جن کی بشارت دی جاتی ہے قیمت ۱۲؍

ملنے کا پتہ

کارکن حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی

مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات

لاہوتی آپ بیتی سولہ صفحہ کی کتاب ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی کاغذ اعلیٰ۔ پہلے یہ آپ بیتی حسن نظامی کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔ اب علیحدہ رسالہ کی شکل میں چھپی ہے۔ اس میں مبداء و معاد کی کیفیت۔ نفس انسانی کے اس کالبد خاکی میں جلوہ گر ہونے سے قبل و بعد کے حالات۔ اسرارِ روح کی سرگزشت۔ حضرت انسان کی لن ترانیاں۔ جیل کے والے اور بالآخر بشفاعت خیر البشر بحر توحید میں غوطہ زن ہو کر قربِ ربانی میں فائز ہونے کا تذکرہ۔ **قیمت** ۲ر

اُردو دُعائیں ضخامت ۸۰ صفحے کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:۔ فلسفۂ دعا۔ بچہ کی ولادت کے وقت ماں باپ کی دعا۔ بسم اللہ خوانی کے وقت کی دعا۔ بچہ کو مدرسے بھیجتے وقت ماں کی دعا۔ مدرسہ میں لڑکوں کی دعا۔ نکاح کے وقت کی دعا بیٹی کے وداع کے وقت ماں کی دعا۔ سسرال میں جاکر دُلہن کی دعا۔ دُلہن کو دیکھکر دولھا کی دعا۔ بیمار کے سامنے پڑھنے کی دعا۔ صبح اُٹھکر اور کھانے سے پہلے کی دعائیں۔ کھانے کے بعد کی دعا۔ رات کے کھانے کی دعا۔ سوتے وقت کی دعا۔ تہجد کے وقت کی دعا۔ نمازوں کے بعد کی دعائیں۔ غرض اسی طرح اور بہت سی دعائیں ہیں۔ یہ سب خواجہ صاحب نے اُردو زبان میں لکھی ہیں۔ اور ان کے علاوہ احادیث شریف میں جتنی دعائیں وارد ہوئی ہیں ان کو بھی زبان عربی میں مع اُردو ترجمہ کے تمام و کمال درج کیا گیا ہے۔ بہت مقبول کتاب ہے۔ پانچ دفعہ چھپ چکی ہے۔ قیمت پہلے ۸ر تھی۔ اب اضافہ کے ساتھ ۱۰ر ہے۔

داعی اسلام ضخامت ۴۸ صفحے۔ یہ تیسرا ایڈیشن ہے جس میں ہر مسلمان کو داعیِ اسلام بنانے اور حفاظت و اشاعتِ اسلام کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور جس کا تمام ہندوستان میں آجکل غلغلہ ہے اور جس کے ترجمے ہندوستان کی ہر زبان میں ہو گئے ہیں۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ معمولی۔ **قیمت** ۳ر

کارکن حلقہ مشائخ بُک ڈپو دہلی سے طلب فرمائیے